بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 22

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

1/ذوالقعدہ 1443 ہجری قمری • 2/احسان 1401 ہجری شمسی • 2/جون 2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَہُوَ الۡقَاہِرُ فَوۡقَ عِبَادِہٖ وَیُرۡسِلُ عَلَیۡکُمۡ حَفَظَۃً ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ تَوَفَّتۡہُ رُسُلُنَا وَہُمۡ لَا یُفَرِّطُوۡنَ (الانعام:62)

ترجمہ: اور وہ اپنے بندوں پر جلالی شان کے ساتھ غالب ہے اور وہ تم پر حفاظت کرنے والے (نگران) بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آجائے تو اُسے ہمارے رسول (فرشتے) وفات دے دیتے ہیں اور وہ کسی پہلو کو نظرانداز نہیں کرتے۔

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27 مئی 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہرآن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

صدیق کے مرتبہ پر قرآن کریم کی معرفت اور اس سے محبت اور اسکے نکات وحقائق پر اطلاع ملتی ہے
شہید اس درجہ اور مقام کا نام بھی ہے جہاں انسان اپنے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

پھر دوسرا مرتبہ صدّیق کا ہے۔ صدق کامل اس وقت تک جذب نہیں ہوتا جب تک توبۃ النصوح کے ساتھ صدق کو نہ کھینچے۔ قرآن کریم تمام صداقتوں کا مجموعہ اور صدق تام ہے۔ جب تک خود صادق نہ بنے، صدق کے کمال اور مراتب سے کیونکر واقف ہوسکتا ہے۔

صدیق کے مرتبہ پر قرآن کریم کی معرفت اور اس سے محبت اور اس کے نکات و حقائق پر اطلاع ملتی ہے، کیونکہ کذب کذب کو کھینچتا ہے، اس لیے کبھی بھی کاذب قرآنی معارف اور حقائق سے آگاہ نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ (الواقعۃ:80) فرمایا گیا ہے۔

پھر تیسرا مرتبہ شہید کا ہے۔ عام لوگوں نے شہید کے معنی صرف یہی سمجھ رکھے ہیں کہ جو شخص لڑائی میں مارا گیا یا دریا میں ڈوب گیا یا وبا میں مرگیا وغیرہ۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ اسی پر اکتفاء کرنا اور اسی حد تک اس کو محدود رکھنا مومن کی شان سے بعید ہے۔ شہید اصل میں وہ شخص ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے استقامت اور سکینت کی قوت پاتا ہے اور کوئی زلزلہ اور حادثہ اس کو متغیر نہیں کرسکتا۔ وہ مصیبتوں اور مشکلات میں سینہ سپر رہتا ہے یہاں تک کہ اگر محض خدا تعالیٰ کیلئے اُس کو جان بھی دینی پڑے تو فوق العادت استقلال اُس کو ملتا ہے اور وہ بدوں کسی قسم کا رنج یا حسرت محسوس کیے اپنا سر رکھ دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ بار بار مجھے زندگی ملے اور بار بار اس کو اللہ کی راہ میں دوں۔ ایک ایسی لذت اور سرور اس کی روح میں ہوتا ہے کہ ہر تلوار جو اُس کے بدن پر پڑتی ہے اور ہر ضرب جو اس کو پیس ڈالے، اُس کو پہنچتی ہے وہ اُس کو ایک نئی زندگی، نئی مسرت اور تازگی عطا کرتی ہے۔ یہ ہیں شہید کے معنی۔

پھر یہ لفظ شہد سے بھی نکلا ہے۔ عبادتِ شاقہ جو لوگ برداشت کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں ہر ایک تلخی اور کدورت کو جھیلتے ہیں اور جھیلنے کیلئے تیار ہوجاتے ہیں وہ شہد کی طرح ایک شیرینی اور حلاوت پاتے ہیں اور جیسے شہد فِیۡہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (النحل:70) کا مصداق ہے۔ یہ لوگ بھی ایک تریاق ہوتے ہیں۔ اُن کی صحبت میں آنے والے بہت سے امراض سے نجات پاجاتے ہیں۔

اور پھر شہید اس درجہ اور مقام کا نام بھی ہے جہاں انسان اپنے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے یا کم از کم خدا کو دیکھتا ہوا یقین کرتا ہے۔ اس کا نام احسان بھی ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 375، مطبوعہ 2018 قادیان)

......☆......☆......☆......

اِس آیت میں دودھ کے پیدا ہونے کا وہ طریق بتایا گیا ہے جو اُس وقت دنیا کو معلوم نہ تھا اور بعد میں دریافت ہوا ہے
قرآن کریم کے الفاظ سائنس کی موجودہ تحقیق کے بالکل مطابق ہیں

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ نحل آیت 67 وَاِنَّ لَکُمۡ فِی الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَۃً ؕ نُسۡقِیۡکُمۡ مِّمَّا فِیۡ بُطُوۡنِہٖ مِنۡۢ بَیۡنِ فَرۡثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یہ آیت اس امر پر بھی شاہد ہے کہ قرآن کریم کا نازل کرنے والا دنیا کا خالق بھی ہے کیونکہ اس میں دودھ کے پیدا ہونے کا وہ طریق بتایا گیا ہے جو اُس وقت دنیا کو معلوم نہ تھا اور بعد میں دریافت ہوا ہے اور وہ یہ کہ غذا معدہ میں سے انتڑیوں میں آتی ہے اور اس سے فرث تیار ہوتا ہے، اس فرث سے ایک مادہ خون بن جاتا ہے اور اس خون سے دودھ بنتا ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جو نزول قرآن کے بعد کی تحقیق سے ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ بعد کے مفسرین نے ابتدائی مفسرین کی غلطی کو پیش کرکے ظاہر کیا ہے کہ درحقیقت فرث سے خون اور خون سے لبن بنتا ہے۔ مگر جو تشریح انہوں نے بیان کی ہے وہ بھی پوری طرح سائنس کے مطابق نہیں لیکن قرآن کریم کے الفاظ سائنس کی موجودہ تحقیق کے بالکل مطابق ہیں اور وہ یہ ہے کہ غذا معدہ سے انتڑیوں میں جاتی ہے وہاں سے اسکا منہضم لطیف حصہ بعض عروق کے ذریعہ سے ایک حصہ سیدھا دل تک جاتا ہے اور وریدوں میں گر کر فوراً خون بن جاتا ہے اور ایک اور لطیف حصہ معدہ سے براہ راست جگر میں جاکر وہاں سے وریدوں کے ذریعہ دل میں گر کر خون بن جاتا ہے۔ پھر یہ خون جب تھنوں کے قریب جاتا ہے تو وہاں اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کئے ہیں کہ وہ خون وہاں جاکر دودھ بن جاتا ہے۔

اس حقیقت سے پُرانے زمانہ کے لوگ ایسے ناآشنا تھے کہ مفسرین نے اس آیت کے معنے کرنے میں سخت مشکلات محسوس کی ہیں اور رائج الوقت خیالات کے مطابق یہ سمجھا ہے کہ شاید فرث اور خون کے بننے کے درمیان کوئی تغیر ایسا ہوتا ہے جس سے دودھ بنتا ہے۔ چنانچہ صاحب کشاف لکھتے ہیں کہ جب غذا جانور کے معدہ میں جاتی ہے تو اس کا نچلا حصہ گوبر بن جاتا ہے اور درمیانی حصہ دودھ بن جاتا ہے اور اوپر کا حصہ خون بن جاتا ہے۔ حالانکہ آیت صاف بتارہی ہے کہ فرث اور خون میں سے ہوتے ہوئے دودھ کا مادہ آتا ہے یعنی پہلے فرث کی حالت ہوتی ہے پھر خون کی پھر دودھ کی اور ان پہلی دو چیزوں میں سے کسی کو بھی انسان خوشی سے کھانے کو تیار نہیں ہوتا۔ نہ گوبر کھانے پر راضی ہوسکتا ہے اور نہ خون پینے پر خوشی سے تیار ہوسکتا ہے لیکن جب وہی خون دودھ بن جاتا ہے تو اسے خوب مزے لے کر پیتا ہے اور اس میں فرث کی گندگی اور خون کے زہروں میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی تھوڑی سی مقدار میں بھی دودھ نہیں بنا سکتا۔ ممکن ہے کسی وقت لوگ کچھ دودھ بھی بنالیں لیکن اس طرح ساری دنیا کو غذا نہیں پہنچا سکتے۔ یوں تو لوگ گیسوں سے پانی بھی بنا لیتے ہیں لیکن وہ چند قطرے پانی کے بادلوں کا کام نہیں دے سکتے۔ اسی طرح اگر کسی وقت کوئی شخص گھاس پات سے دودھ بھی بنا لے تو تعجب نہیں مگر دنیا کو غذا دینے کا کام پھر بھی جانوروں کے سپرد ہی رہے گا جس طرح پانی مہیا کرنے کا کام بادلوں کے سپرد ہے۔

اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ انسان غذا کو گندہ تو کرسکتا ہے لیکن اس سے دودھ نہیں بنا سکتا۔ اسی طرح انسان انبیاء کی تعلیم کو لے کر خراب تو کر دیتے ہیں لیکن انسان، دماغوں میں پائی جانے والی غیر مصفی فطرتی صداقتوں کو مصفی اور اعلیٰ روحانی تعلیم نہیں بنا سکتے۔

(تفسیر کبیر، جلد چہارم، صفحہ 192، مطبوعہ 2010 قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مشتبہات سے بچنے کی تلقین

(2051) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور اُن کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں۔ پس جس نے وہ چیز چھوڑ دی جس میں گناہ کا اشتباہ ہے تو وہ کھلے گناہ کو بطریق اولیٰ چھوڑنے والا ہوگا اور جس نے ایسے امر کے ارتکاب کی جرأت کی جس میں گناہ کا اشتباہ ہے تو قریب ہے کہ وہ کھلے کھلے گناہ میں مبتلا ہوجائے اور نافرمانی کی باتیں اللہ کی طرف سے ممنوعہ چراگاہ ہیں۔ جو شخص چراگاہ کے اردگرد چرائے، قریب ہے کہ اس میں جاپڑے۔

(2056) عبداللہ بن زید مازنی سے روایت ہے کہ ایک شخص کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکوہ کیا گیا کہ اسے نماز میں (وضو ٹوٹنے کے متعلق) وسوسے اٹھتے ہیں۔ اس صورت میں کیا وہ نماز توڑ دے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ پائے۔ اور (محمد) ابن ابی حفصہ نے زہری سے نقل کیا کہ وضو کی اُس وقت ضرورت ہے جبکہ تو بو پائے یا آواز سنے۔

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب البیوع، مطبوعہ 2008ء قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 6 /مئی 2022ء (مکمل متن)
خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 13 /مئی 2022ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
اہم سوال وجواب از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
رپورٹ: مجلس شوریٰ یو.کے 2022 سے حضور کا خطاب
سالانہ اجتماع انصاراللہ یو.کے 2014 سے خطاب
خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال وجواب
اعلانات
نماز جنازہ حاضر وغائب
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی الْعَالَمِ ✿ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

ایک ہزار روپے کا پُرشوکت انعامی چیلنج

اگر کوئی آریہ قرآن شریف سے نکال دے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے تو مَیں قرآن شریف کی وہ آیت دکھاتے ہی ہزار روپیہ اُس کے حوالہ کروں گا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب "نسیم دعوت" رُوحانی خزائن جلد 19 سے پیش کررہے ہیں۔ گزشتہ شمارہ میں ہم نے عرض کیا تھا کہ قادیان کے کچھ نو احمدی آریہ نے نہایت ہمدردی اور اخلاص میں 1903 میں ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں انہوں نے بہت ہی متانت اور بُردباری سے قادیان کے آریوں سے یہ درخواست کی تھی کہ کوئی جلسہ یا دُعا یا مباہلہ کے ذریعہ سے یہ فیصلہ کیا جائے کہ کون حق پر ہے آیا مذہب اسلام یا مذہب آریہ۔ اس پر قادیان کے آریہ مشتعل ہوگئے اور انہوں نے اس کے جواب میں جو اشتہار شائع کیا اس میں محض گالیوں سے کام لیا گیا اور یہ گالیاں انہوں نے نومسلم آریوں کو تو دیں لیکن ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پیارے آقا سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیں۔ انہوں نے اشتہار میں یہ اعتراض کیا کہ جو آریہ احمدی ہوئے انکو پہلے چاروں وید پڑھ کر اور انکی تعلیم کا اسلامی تعلیم سے موازنہ کرنے کے بعد پھر مسلمان ہونا چاہئے تھا۔ اس کا جواب ہم گزشتہ شمارہ میں دے چکے ہیں۔ پھر انہوں نے فروری 1903 کو قادیان میں ایک جلسہ کیا اور اس میں بھی انہوں اسلام پر اعتراضات کئے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام اعتراضات کے جوابات نسیم دعوت میں دیئے ہیں۔ ایک اعتراض ان کا عرش کے متعلق تھا۔ اس شمارہ میں ہم عرش پر اعتراض کا جواب اور اس پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انعامی چیلنج آپؑ کے الفاظ میں پیش کریں گے۔ انہوں نے اعتراض کیا کہ :

اعتراض :: "مسلمان خدا کی نندیا کرتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ خدا عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور چار فرشتوں نے اس تخت کو اٹھایا ہوا ہے۔ اس طرح پر ثابت ہوتا ہے کہ خدا محدود ہے اور قائم بالذات نہیں اور جب محدود ہے تو اس کا علم بھی محدود ہوگا اور حاضر ناظر نہ ہوگا۔"

اس اعتراض کے جواب میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

اَے حضرات! مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے۔ تمام قرآن شریف کو اوّل سے آخر تک پڑھو اس میں ہرگز نہیں پاؤ گے کہ عرش بھی کوئی چیز محدود اور مخلوق ہے۔ خدا نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اس کا مَیں ہی پیدا کرنے والا ہوں۔ مَیں ہی زمین و آسمان اور رُوحوں اور ان کی تمام قوتوں کا خالق ہوں۔ مَیں اپنی ذات میں آپ قائم ہوں اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قائم ہے۔ ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے وہ میری ہی پیدائش ہے۔ مگر کہیں نہیں فرمایا کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے جس کا مَیں پیدا کرنے والا ہوں۔ **اگر کوئی آریہ قرآن شریف میں سے نکال دے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے تو میں اس کو قبل اس کے جو قادیان سے باہر جائے ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ مَیں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے کہ مَیں قرآن شریف کی وہ آیت دکھاتے ہی ہزار روپیہ حوالہ کروں گا۔** ورنہ میں بادب کہتا ہوں کہ ایسا شخص خود لعنت کا محل ہوگا جو خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بنیاد تو محض اس بات پر ہے کہ عرش کوئی علیحدہ چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے اور جب یہ امر ثابت نہ ہوسکا تو کچھ اعتراض نہ رہا۔ خدا صاف فرماتا ہے کہ وہ زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی اور کسی چیز پر نہیں بلکہ اپنے وجود سے آپ قائم ہے اور ہر ایک چیز کو اُٹھائے ہوئے ہے اور ہر ایک چیز پر محیط ہے۔ جہاں تین ہوں تو چوتھا انکا خدا ہے، جہاں پانچ ہوں تو چھٹا ان کیساتھ خدا ہے اور کوئی جگہ نہیں جہاں خدا نہیں اور پھر فرماتا ہے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔ جس طرف تم منہ کرو اسی طرف خدا کا منہ پاؤ گے وہ تم سے تمہاری رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہے وہی ہے جو پہلے ہے اور وہی ہے جو آخر ہے اور وہ سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے اور وہ نہاں در نہاں ہے۔ اور پھر فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔

یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں کہ وہ کہاں ہے۔ پس جواب یہ ہے کہ ایسا نزدیک ہوں کہ مجھ سے زیادہ کوئی نزدیک نہیں جو شخص مجھ پر ایمان لاکر مجھے پکارتا ہے تو مَیں اس کا جواب دیتا ہوں۔ ہر ایک چیز کی کَلْ میرے ہاتھ میں ہے اور میرا علم سب پر محیط ہے۔ میں ہی ہوں جو زمین و آسمان کو اٹھا رہا ہوں۔ مَیں ہی ہوں جو تمہیں خشکی تری میں اُٹھا رہا ہوں۔

قرآن شریف میں ہر جگہ عرش سے مراد خدا کی عظمت اور جبروت اور بلندی ہے

یہ تمام آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ بچہ بچہ مسلمانوں کا ان کو جانتا اور پڑھتا ہے۔ جس کا جی چاہے وہ ہم سے آکر ابھی پوچھ لے۔ پھر ان آیات کو ظاہر نہ کرنا اور ایک استعارہ کو لے کر اس پر اعتراض کر دینا کیا یہی دیانت آریہ سماج کی ہے ایسا دنیا میں کون مسلمان ہے جو خدا کو محدود جانتا ہے یا اس کے وسیع اور غیر محدود علم سے منکر ہے۔ اب یاد رکھو کہ قرآن شریف میں یہ تو کہیں بھی نہیں کہ خدا کو کوئی فرشتہ اُٹھا رہا ہے بلکہ جابجا یہ لکھا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کو اُٹھا رہا ہے ہاں بعض جگہ یہ استعارہ مذکور ہے کہ خدا کے عرش کو جو دراصل کوئی جسمانی اور مخلوق چیز نہیں فرشتے اٹھا رہے ہیں۔ دانشمند اس جگہ سے سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ عرش کوئی مجسم چیز ہی نہیں تو فرشتے کس چیز کو اٹھاتے ہیں؟ ضرور کوئی یہ استعارہ ہوگا۔ مگر آریہ صاحبوں نے اس بات کو نہیں سمجھا کیونکہ انسان خود غرضی اور تعصب کے وقت اندھا ہوجاتا ہے۔ اب اصل حقیقت سنو کہ قرآن شریف میں لفظ عرش کا جہاں جہاں استعمال ہوا ہے اس سے مراد خدا کی عظمت اور جبروت اور بلندی ہے۔ (نسیم دعوت رُوحانی خزائن جلد 19 صفحہ 453 تا 455)

اگر تم قرآن شریف کی ایک بات کو بھی ردّ کرسکو تو جو تاوان چاہو ہم پر لگالو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

نادان انسان جو تعصب سے بھرا ہوا ہوتا ہے، ایک بات اپنے منہ سے نکالتا ہے اور کبھی ارادہ نہیں رکھتا کہ اس کا فیصلہ کرے۔ یہی آریہ صاحبان کا حال ہے گویا وہ اس دنیا میں ہمیشہ رہیں گے ورنہ ہم کہتے ہیں کہ اگر تم قرآن شریف کی ایک بات کو بھی ردّ کرسکو تو جو تاوان چاہو ہم پر لگالو خواہ تم تمام جائداد ہماری لے لو۔ مگر کیا کسی کی نیت ہے کہ آرام سے اور آہستگی سے جیسا کہ عدالت میں مقدمات فیصلہ پاتے ہیں کسی چیز کا فیصلہ کرے ہرگز نہیں پس صبر کرو جب تک خدا ہمارا تمہارا فیصلہ کرے۔ (ایضاً صفحہ 459)

استعارہ کے طور پر خدا تعالیٰ بلند سے بلند تخت پر تسلیم کیا گیا ہے جس کی نظر سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں نہ اِس عالم کی اور نہ اُس عالم کی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

ہم لوگ جو خدا تعالیٰ کو ربّ العرش کہتے ہیں تو اس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ جسمانی اور جسم ہے اور عرش کا محتاج ہے بلکہ عرش سے مراد وہ مقدس بلندی کی جگہ ہے جو اس جہان اور آنے والے جہان سے برابر نسبت رکھتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو عرش پر کہنا درحقیقت ان معنوں سے مترادف ہے کہ وہ مالک الکونین ہے اور جیسا کہ ایک شخص اونچی جگہ بیٹھ کر یا کسی نہایت اونچے محل پر چڑھ کر یمین و یسار نظر رکھتا ہے، ایسا ہی استعارہ کے طور پر خدا تعالیٰ بلند سے بلند تخت پر تسلیم کیا گیا ہے جسکی نظر سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں نہ اس عالم کی اور نہ اس دوسرے عالم کی۔ ہاں اس مقام کو عام سمجھوں کیلئے اوپر کی طرف بیان کیا جاتا ہے کیونکہ جبکہ خدا تعالیٰ حقیقت میں سب سے اوپر ہے اور ہر یک چیز اس کے پیروں پر گری ہوئی ہے تو اوپر کی طرف سے اسکی ذات کو مناسبت ہے مگر اوپر کی طرف وہی ہے جسکے نیچے دونوں عالم واقع ہیں اور وہ ایک انتہائی نقطہ کی طرح ہے جسکے نیچے سے دو عظیم الشان عالم کی دو شاخیں نکلتی ہیں اور ہر یک شاخ ہزارہا عالم پر مشتمل ہے جنکا علم بجز اس ذات کے کسی کو نہیں جو اس نقطہ انتہائی پر مستوی ہے جسکا نام عرش ہے اسلئے ظاہری طور پر بھی وہ اعلیٰ سے اعلیٰ بلندی جو اوپر کی سمت میں اس انتہائی نقطہ میں متصور ہو جو دونوں عالم کے اوپر ہے، وہی عرش کے نام سے عندالشرع موسوم ہے اور یہ بلندی باعتبار جامعیت ذات باری کی ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ وہ مبدء ہے ہر یک فیض کا اور مرجع ہے ہر یک چیز کا اور مسجود ہے ہر یک مخلوق کا اور سب سے اونچا ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور کمالات میں ورنہ قرآن فرماتا ہے کہ وہ ہر یک جگہ ہے جیسا کہ فرمایا اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ جدھر منہ پھیرو ادھر ہی خدا کا منہ ہے اور فرماتا ہے ھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ یعنی جہاں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور فرماتا ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی ہم انسان سے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ (معیار المذاہب رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 491)

پنڈت لیکھرام کا عرش کے متعلق تمسخر اور حضرت مسیح موعودؑ کا جواب

پنڈت لیکھرام کے متعلق احباب جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی ہلاکت کے متعلق بہت ہی پُرشوکت اور پُرہیبت پیشگوئی فرمائی تھی۔ آپؑ نے فرمایا تھا کہ اگر چھ سال کے اندر اس پر غیر معمولی عذاب نازل نہیں ہوا تو مَیں ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ اور آپؑ نے آریوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اگر طاقت ہے تو اب اپنے اس وکیل سے موت کا پیالہ ٹلا کر دکھائیں۔ پنڈت لیکھرام بہت ہی شوخ اور انتہائی بدزبان تھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نشان مانگا کرتا تھا۔ اس کے بہت اصرار پر آپؑ نے اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کی تھی۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا کہ : "اچھا آسمانی نشان تو دکھاویں اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو ربُّ العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو۔" سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عرش اور مکر پر اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

"یہ کس قدر ہنسی ٹھٹھے کے کلمے ہیں گویا آپ اس خدا پر ایمان نہیں لاتے جو بیباکوں کو تنبیہ کرسکتا ہے۔ باقی رہا یہ اشارہ کہ خدا عرش پر ہے اور مکر کرتا ہے یہ خود آپ کی ناسمجھی ہے۔ مکر لطیف اور مخفی تدبیر کو کہتے ہیں۔ جس کا اطلاق خدا پر ناجائز نہیں اور عرش کا کلمہ خدا تعالیٰ کی عظمت کیلئے آتا ہے کیونکہ وہ سب اونچوں سے زیادہ اونچا اور جلال رکھتا ہے یہ نہیں کہ وہ کسی انسان کی طرح کسی تخت کا محتاج ہے خود قرآن میں ہے کہ ہر ایک چیز کو اس نے تھاما ہوا ہے اور وہ قیوم ہے جس کو کسی چیز کا سہارا نہیں۔ پھر جب قرآن شریف یہ فرماتا ہے تو عرش کا اعتراض کرنا کس قدر ظلم ہے آپ عربی سے بے بہرہ ہیں آپ کو مکر کے معنے بھی معلوم نہیں۔ مکر کے مفہوم میں کوئی ایسا ناجائز امر نہیں

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

تم سے اللہ تعالیٰ کا عہد و پیمان لیا جاتا ہے کہ تم ضرور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ گے
اور ضرور نماز کو قائم کرو گے اور ضرور زکوٰۃ ادا کرو گے اور اسی چیز پر تم اپنے بیٹوں اور عورتوں کی طرف سے بھی بیعت کرو گے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

”تم اپنے ہر کام میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ الَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ“

خلافتِ اولیٰ میں باغی مرتدین کے خلاف کی جانے والی مہمات میں سے چند ایک کا تفصیلی تذکرہ

مکرمہ صابرہ بیگم صاحبہ اہلیہ رفیق احمد بٹ صاحب آف سیالکوٹ اور مکرمہ ثریا رشید صاحبہ اہلیہ رشید احمد باجوہ صاحب آف کینیڈا کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 6/مئی 2022ء بمطابق 6/ہجرت 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَ رَسُوۡلُہٗ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○
اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ○

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں گذشتہ خطبات میں مہمات بھجوانے کا جو ذکر ہوا تھا ان کی کچھ تفصیل بیان کرتا ہوں تا کہ اس وقت کے حالات کی شدت کا بھی کچھ اندازہ ہو۔ جیسا کہ ذکر ہوا تھا گیارہ مہمات بھیجی گئی تھیں۔ ان میں سے پہلی مہم کی تفصیل کچھ یوں ہے جو طُلَیحہ بن خُوَیلِد، مالک بن نُوَیرَہ، سَجَاح بنت حارث اور مسیلمہ کذاب وغیرہ باغی مرتدین اور جھوٹے نبیوں کے قلع قمع کیلئے بھیجی گئی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جھنڈا حضرت خالد بن ولیدؓ کے سپرد کیا اور آپؓ کو حکم دیا کہ طُلَیحہ بن خُوَیلِد کے مقابلے کیلئے جائیں اور اس سے فارغ ہو کر بُطَاح میں مالک بن نُوَیرَہ سے لڑیں اگر وہ لڑائی پر مصر ہو یعنی کہ اگر لڑنے پہ اصرار کر رہا ہو تو پھر لڑنا ہے۔ بُطَاح بنو اسد کے علاقے میں ایک چشمہ کا نام ہے وہاں (مقابلہ) ہوا تھا۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 257، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان 2012ء) (معجم البلدان، جلد1، صفحہ 527)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت ثابت بن قیسؓ کو انصار کا امیر مقرر کیا اور انہیں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ماتحت کر کے حضرت خالد کو حکم دیا کہ وہ طُلَیحہ اور عُیَینہ بن حِصن کے مقابلے پر جائیں جو بنو اسد کے ایک چشمہ بُزَاخَہ پر فروکش تھے۔ (تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 260، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان 2012ء)

جب حضرت ابوبکرؓ نے مرتدین سے جنگ کیلئے حضرت خالد بن ولیدؓ کے واسطے جھنڈا باندھا تو فرمایا: مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خالد بن ولید اللہ کا بہت ہی اچھا بندہ ہے اور ہمارا بھائی ہے جو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار اور منافقین کے خلاف سونتا ہے۔

(البدایۃ والنہایۃ، جلد3، صفحہ 313، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان 2001ء)

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو طُلَیحہ اور عُیَینہ کی طرف بھیجا۔ ان دونوں مخالفین کا مختصر تعارف بھی پیش ہے۔ طُلَیحہ اَسَدِی جھوٹے مدعیان نبوت میں سے ایک تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں نمودار ہوا۔ اس کا نام طُلَیحہ بن خُوَیلِد بن نوفل بن نَضلَہ اسدی تھا۔ عَامُ الوُفُود یعنی وفود کی آمد والے سال میں، نو ہجری میں اپنی قوم بنو اسد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مدینہ پہنچ کر ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور احسان جتاتے ہوئے کہا کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ حالانکہ آپؐ نے ہماری طرف کسی کو نہیں بھیجا اور ہم اپنے پیچھے والوں کیلئے کافی ہیں۔ جب یہ لوگ واپس چلے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی طُلَیحہ ارتداد کا شکار ہوا اور نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا اور سَمِیرَاء کو اپنا فوجی مرکز بنایا۔ سَمِیرَاء قومِ عاد کے ایک شخص کے نام پر اس مقام کا نام رکھا گیا تھا اور مدینہ سے مکہ کی جانب ایک منزل کے فاصلے پر یہ واقع ہے۔ اس علاقے کے اردگرد سیاہ رنگ کے پہاڑ ہیں جن کی وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا۔ بہرحال اس نے جو دعویٰ کیا تھا عوام اس کے مرید ہو گئے۔ لوگوں کی گمراہی کا پہلا سبب یہ ہوا کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ ایک سفر میں تھا، پانی ختم ہو گیا تو لوگوں کو شدید پیاس لگی۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ تم میرے گھوڑے اِعلَال پر سوار ہو کر چند میل جاؤ وہاں تمہیں پانی ملے گا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور انہیں پانی مل گیا۔ اس وجہ سے یہ دیہاتی اس فتنہ کا شکار ہو گئے۔ پانی کی کوئی جگہ اس نے دیکھی ہو گی پہلے ہی۔ بڑی ہوشیاری سے اس نے ان کو وہاں بھیجا اور اس وجہ سے جو اَن پڑھ لوگ تھے وہ اس کے فتنہ کا شکار ہوئے۔ بہرحال اس کی بے حقیقت باتوں میں سے یہ بھی تھی کہ اس نے نماز سے سجدوں کو ختم کر دیا تھا۔ یعنی نمازوں میں سجدے کی ضرورت کوئی نہیں اور اس کا یہ زعم تھا کہ آسمان سے اس پر وحی آتی ہے اور مُسَجَّع و مُقَفّٰی عبارتیں بطور وحی کے پیش کیا کرتا تھا۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں کاہن لوگ مسجع و مقفّی عبارتیں لوگوں کے سامنے پیش کر کے ان پر رعب بٹھاتے تھے۔ طُلَیحہ بھی کاہن تھا۔ طُلَیحہ اسدی کے نفس نے اس کو دھوکا میں ڈالا۔ اس کا مسئلہ زور پکڑ گیا۔ اسکی طاقت بڑھی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکے معاملے کی اطلاع ملی تو آپؐ نے ضِرَار بن اَزْوَر اَسَدِی کو اس سے قتال کیلئے روانہ کیا لیکن ضِرار کے بس کی بات نہ تھی کیونکہ وقت کے ساتھ ساتھ اس کی قوت بڑھ چکی تھی۔ خاص طور پر اسد اور غطفان دونوں حلیفوں کے اس پر ایمان لے آنے کے بعد مزید بڑھ گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور طُلَیحہ کے معاملے کا تصفیہ نہ ہوا۔ جب خلافت کی باگ ڈور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنبھالی اور باغی مرتدین کو کچلنے کیلئے فوج تیار کی اور قائدین مقرر کیے تو طُلَیحہ اسدی کی طرف حضرت ابوبکرؓ نے خالد بن ولید کی قیادت میں فوج روانہ کی۔ (سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم، صفحہ 316-318، مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان) (اسد الغابہ، جزء3، صفحہ 94، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2016ء) (معجم البلدان، جلد 3، صفحہ 290)

یہ صرف مرتد نہیں تھے یا نبوت کے دعوے دار نہیں تھے بلکہ یہ مسلمانوں سے جنگیں بھی کیا کرتے تھے اور ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کرتے تھے۔

عُیَینہ بن حِصن کون تھا؟ اسکے متعلق لکھا ہے۔ عُیَینہ وہی شخص ہے جو غزوۂ احزاب کے موقع پر بنو فَزَارہ کا سردار تھا۔ اس غزوہ کے دوران کفار کے تین لشکروں نے بنو قُریظہ سے مل کر مدینہ پر زبردست حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو ان میں سے ایک لشکر کا سردار عُیَینہ تھا۔ غزوۂ احزاب میں کفار کی شکست کے بعد بھی اس نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر سے باہر نکل کر اس کے حملہ کو روکا اور اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ یہ غزوہ ذی قَرَد کہلاتا ہے۔ (سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل مترجم، صفحہ 139، مطبوعہ شرکت پرنٹنگ پریس لاہور)

عُیَینہ بن حِصن فتح مکہ سے پہلے اسلام لایا اور اس میں شرکت کی۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ مسلمان تھا۔ غزوۂ حُنَین اور طائف میں بھی شرکت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نو ہجری میں بنو تمیم کی سرکوبی کیلئے پچاس سواروں کے ساتھ بھیجا تھا جن میں کوئی بھی انصار یا مہاجر صحابی نہ تھا اور اس سَرِیَّہ کا سبب یہ ہوا تھا کہ بنو تمیم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل کو صدقات لے کر جانے سے روک دیا تھا۔ پھر عہدِ صدیقی میں باغی مرتدوں کے ساتھ یہ بھی فتنہ ارتداد کا شکار ہو گیا اور طُلَیحہ کی طرف مائل ہو گیا اور اسکی بیعت کر لی۔ بہرحال بعد میں پھر یہ اسلام کی طرف بھی لوٹ آیا تھا۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ، جزء4، صفحہ 639، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء) (ضیاء النبی از پیر محمد اکرم شاہ الازہری، جلد4، صفحہ 566-567، مطبوعہ تخلیق مرکز پرنٹرز لاہور 1420ھ)

یہ لوگ پہلے بھی اسلام کے خلاف لڑتے رہے تھے۔ پھر مسلمان ہوئے پھر لڑائی شروع کر دی۔ پھر لکھا ہے کہ جب عَبس اور ذُبیان اور ان کے حامی بُزَاخَہ مقام پر جمع ہو گئے تو طُلَیحہ نے بنو جَدِیلَہ اور غَوث کو جو کہ قبیلہ طَے کی دو شاخیں تھیں کہلا بھیجا کہ تم فوراً میرے پاس آ جاؤ۔ ان قبائل کے کچھ لوگ فوراً اسکے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے اپنی قوم والوں کو بھی ہدایت کی کہ وہ ان سے آملیں۔ پس وہ لوگ بھی طُلَیحہ کے پاس آ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولید کو ذُوالقَصَّہ سے روانہ کرنے سے قبل حضرت عدیؓ سے کہا کہ تم اپنی قوم یعنی قبیلہ طَے کے پاس جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ برباد ہو جائیں۔ جنگ کریں اور برباد ہوں۔ حضرت عدیؓ اپنی قوم کے پاس آئے اور ذَرْوَہ اور غَارِب میں ان کو روک لیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان کو خوف دلایا۔ ذَروَہ بھی غَطَفان کے علاقے میں ایک جگہ کا نام ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنو مُرّہ میں بن عوف کے چشمہ کا نام ہے۔ بہرحال ان کے پیچھے ہی حضرت خالدؓ روانہ ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو حکم دیا تھا کہ پہلے وہ طَے قبیلہ کے اطراف سے مہم کا آغاز کریں اور پھر بُزَاخَہ کا رخ کریں اور وہاں سے آخر میں بُطَاح جائیں اور جب وہ دشمن سے فارغ ہو جائیں تو تاوقتیکہ ان کو جدید احکام موصول نہ ہوں وہ کسی اور جگہ حملے کا قصد نہ کریں۔

حضرت ابوبکرؓ نے اس امر کا اظہار کیا کہ آپؓ خود خیبر کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔ آپؓ نے یہ اظہار کر دیا۔ لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ حضرت ابوبکرؓ خود خیبر کی طرف روانہ ہو رہے ہیں اور پھر وہاں سے مڑ کر وہ خالد سے سلمیٰ پہاڑ

کے اطراف پر آملیں گے۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے یہ تدبیر اس لیے کی تھی تا کہ جب دشمن کو یہ خبر پہنچے تو وہ مرعوب ہو جائے کہ ایک اَور فوج بھی ہے حالانکہ آپ تمام لشکر حضرت خالدؓ کے ہمراہ روانہ فرما چکے تھے۔ حضرت خالدؓ روانہ ہوئے۔ بُزَاخہ سے انہوں نے مڑ کر اَجَاء کا رخ کیا۔ اَجَاء اور سَلْمٰی یہ دو پہاڑ ہیں۔ سلمٰی کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے جو سَمِیْرَاء کے بائیں طرف ہیں۔ ایک قول کے مطابق اَجَاء بنو طَے کا ایک پہاڑ ہے۔

بہر حال حضرت خالدؓ نے یہ ظاہر کیا کہ وہ خیبر کی طرف جا رہے ہیں پھر وہاں سے طَے کے مقابلہ پر پلٹیں گے۔ اس تدبیر سے قبیلہ طَے کے لوگ اپنی جگہ بیٹھے رہے اور طُلَیحہ کے پاس جانے سے رک گئے۔ حضرت عدیؓ بھی طَے کے پاس آئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا کہ ابوالفَصِیل کی ہرگز اطاعت نہیں کریں گے۔ ابوالفصیل سے ان کی مراد حضرت ابوبکرؓ تھے۔ فصیل اونٹنی یا گائے کے بچے کو کہتے ہیں جو اپنی ماں سے بچھڑ گیا ہو یا جس کا دودھ چھڑا دیا گیا ہو۔ چونکہ کلمہ بِکْر اور کلمہ فَصِیل دونوں کے معنی اونٹ کے بچے کے ہیں اس لیے بعض لوگ حضرت ابوبکرؓ کو حقارت و توہین کی غرض سے ابوالفَصِیل یعنی اونٹ کے بچے کا باپ کہتے تھے۔ حضرت عدیؓ نے کہا کہ تمہاری جانب ایک ایسا لشکر بڑھا چلا آ رہا ہے جو تم پر ہرگز رحم نہ کرے گا اور قتل و غارت کا بازار اس طرح گرم کرے گا کہ کسی بھی شخص کو امان نہ مل سکے گی۔ میں نے تمہیں سمجھا دیا آگے تم جانو اور تمہارا کام۔

ایک اَور روایت کے مطابق انہوں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو یہ بھی کہا کہ پھر اس وقت تم حضرت ابوبکرؓ کو فَحْلُ الْاَکْبَر کی کنیت سے یاد کرو گے۔ فَحل ہر جانور کے نر کو کہتے ہیں یعنی اب تو تم تمسخر اور حقارت سے ان کو اونٹ کا چھوٹا سا بچہ کہہ رہے ہو پھر تم ان کو مضبوط نر اونٹ کہنے پر مجبور ہو گے۔ قبیلہ طَے کے لوگوں نے ان کی باتیں سن کے کہا کہ اچھا تم اس حملہ آور لشکر سے جا کر ملو اور اسے ہم پر حملہ کرنے سے روکو یہاں تک کہ ہم اپنے ان ہم قوم لوگوں کو جو بُزَاخہ میں ہیں واپس بلا لیں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر ہم طُلَیحہ کی مخالفت کریں گے جبکہ ہمارے لوگ اسکے قبضہ میں ہیں تو وہ ان سب کو قتل کر دے گا یا ان کو یرغمال کی حیثیت سے قید کر لے گا۔ یہ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ اپنے مخالفین کو وہ پھر چھوڑتا نہیں ہے اور طے قبیلہ کے لوگوں نے بھی کہا کہ کیونکہ ہمارے لوگ وہاں ہیں اس لیے اگر ہم آ گئے یا اس کو بھنک پڑ گئی کہ یہ مسلمان ہونے والے ہیں تو یہ قتل کر دے گا۔

حضرت عدیؓ نے حضرت خالدؓ کا سُنُح مقام میں استقبال کیا۔ سُنُح بھی مدینہ کے مضافات میں ایک جگہ ہے۔ حضرت عدیؓ نے کہا۔ خالد! آپ مجھے تین دن کی مہلت دیں۔ پانچ سو جنگجو آپ کے ساتھ اکٹھے ہو جائیں گے جن کے ساتھ مل کر آپ دشمن پر حملہ کریں۔ یہ بات اس سے بہتر ہے کہ آپ ان کو جہنم کی آگ میں داخل کریں یعنی طَے قبیلے کے لوگ آپ کے ساتھ آ جائیں گے اور ان کے ساتھ برسرِ پیکار ہو جائیں۔ حضرت خالدؓ نے ان کی تجویز مان لی۔ حضرت عدیؓ اپنی قوم کے پاس آئے۔ اس سے پہلے قبیلہ طَے کے لوگ بُزَاخہ سے اپنی قوم والوں کو واپس بلانے کیلئے آدمی بھیج چکے تھے۔ قبیلے کے لوگوں نے طُلَیحہ کے لشکر میں اپنے آدمیوں کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ فوراً واپس آ جائیں کیونکہ مسلمانوں نے طُلَیحہ کے لشکر پر حملہ کرنے سے پہلے ان پر چڑھائی یعنی طَے قبیلے پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس لیے وہ آئیں اور اس حملہ کو روکیں۔ یہ تدبیر انہوں نے چلی۔ چنانچہ وہ بطور کمک اپنی قوم کے پاس واپس آ گئے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو طُلَیحہ اور اس کے ساتھی انہیں زندہ نہ چھوڑتے۔ پھر حضرت عدیؓ نے حضرت خالدؓ کو آ کر اپنے قبیلے کے دوبارہ اسلام لے آنے کی اطلاع دی۔

ایک مصنف نے لکھا ہے کہ عدی کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو اسلامی فوج میں شمولیت کی دعوت دی۔

بنو طَے کی لشکر خالد میں شمولیت دشمن کی پہلی شکست تھی کیونکہ قبیلہ طے کا شمار جزیرہ عرب کے قوی ترین قبائل میں ہوتا تھا۔ دیگر قبائل ان کو اہمیت دیتے تھے۔ ان کی طاقت و قوت کا اعتبار تھا۔ ان سے خوف کھاتے تھے۔ اپنے علاقے میں ان کو عزت اور غلبہ حاصل تھا۔ پڑوسی قبائل ان کے حلیف بننے کیلئے کوشاں رہتے تھے۔

(تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 260، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) (عبداللہ بن سبا اور دوسرے تاریخی افسانے، جلد 2-3، صفحہ 92، مترجم سید قلبی حسین رضوی، مطبوعہ 1427ھ) (سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل مترجم، صفحہ 138، مطبوعہ شرکت پرنٹنگ پریس لاہور) (سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم، صفحہ 324، مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان) (حضرت ابوبکر صدیقؓ، از محمد حسین ہیکل، اردو ترجمہ شیخ احمد پانی پتی، صفحہ 157) (معجم البلدان، جلد 3، صفحہ 6، جلد 1، صفحہ 119) (المنجد، صفحہ 585 زیر لفظ فصل، صفحہ 570-571 زیر لفظ فحل) (فرہنگ سیرت، صفحہ 157، زوار اکیڈمی کراچی)

پھر حضرت خالدؓ نے یہاں سے جَدِیلَہ کے مقابلے کے خیال سے اُنْسُر کی طرف کوچ کیا۔ اُنْسُر بھی قبیلہ طَے کے ایک چشمہ کا نام ہے۔ وہاں اس چشمہ کے اردگرد آبادی تھی۔ حضرت عدیؓ نے ان سے کہا کہ قبیلہ طَے کی مثال ایک پرندے کی ہے اور قبیلہ جَدِیلَہ قبیلہ طے کے دو بازوؤں میں سے ایک بازو ہے۔ آپ مجھے چند روز کی مہلت دیں۔ شاید اللہ تعالیٰ جَدِیلَہ کو بھی راہ راست پر لے آئے۔ بغیر جنگ کے ہی یہ لوگ ٹھیک ہو جائیں جس طرح اس نے غوث یعنی قبیلہ طے کی دوسری شاخ کو گمراہی سے نکال لیا ہے۔ حضرت خالدؓ نے ایسا ہی کیا۔ حضرت عدیؓ جَدِیلَہ کے پاس آئے۔ حضرت عدیؓ مسلسل ان سے بات چیت کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے حضرت عدیؓ کی بیعت کی اور ان کے اسلام لے آنے کی بشارت حضرت عدیؓ نے حضرت خالدؓ کو آ کر دی اور اس قبیلے کے ایک ہزار سواروں کے ساتھ مسلمانوں کے پاس آ گئے۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 260، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان 2012ء) (معجم البلدان، جلد 1، صفحہ 314)

حضرت خالد بن ولیدؓ قبیلہ طَے کے قبول اسلام کے بعد طُلَیحہ اَسَدِی کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جب دشمن کے قریب پہنچ گئے تو آپؓ نے حضرت عُکَّاشَہ بن مِحْصَنؓ اور حضرت ثابت بن اَقْرَمؓ کو دشمن کی خبر لانے کیلئے آگے روانہ کیا۔

جب یہ دشمن کے قریب پہنچے تو طُلَیحہ اور اس کا بھائی سَلَمہ دیکھنے کیلئے اور دریافتِ حال کیلئے نکلے۔ سَلَمہ نے حضرت ثابت کو مہلت بھی نہ دی اور انہیں شہید کر دیا اور طُلَیحہ نے جب دیکھا کہ اس کا بھائی اپنے مقابل سے فارغ ہو چکا ہے تو اس نے اسے اپنے مد مقابل یعنی عکاشہ کے خلاف مدد کیلئے پکارا کہ آؤ میری مدد کرو ورنہ یہ شخص مجھے کھا جائے گا۔ چنانچہ ان دونوں نے مل کر حضرت عکاشہؓ پر حملہ کیا اور ان کو بھی شہید کر دیا اور اپنی جگہ واپس چلے گئے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت خالدؓ نے حضرت عکاشہؓ اور ثابت انصاری کو دشمن کی خبر گیری کیلئے بھیجا تو طُلَیحہ کا بھائی حِبَال ان کو ملا تو ان دونوں نے اس کو قتل کر دیا۔ کس حد تک اس میں صداقت ہے اللہ جانتا ہے یا اگر یہ روایت صحیح ہے تو وہ لڑائی کیلئے آمادہ ہوا تو لڑائی ہوئی تب قتل ہوا کیونکہ بہر حال یہ لوگ تو خبر لینے کیلئے گئے تھے۔ لڑائی کرنے کیلئے گئے ہی نہیں تھے۔ جب یہ خبر طُلَیحہ کو پہنچی تو طُلَیحہ اور اسکا بھائی سلمہ نکلے۔ طُلَیحہ نے حضرت عکاشہ کو شہید کر دیا اور اسکے بھائی نے حضرت ثابتؓ کو اور پھر دونوں واپس چلے گئے۔

(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 261-262، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان 2012ء) (الکامل فی التاریخ، جلد 2، صفحہ 208-209، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ 2003ء)

حضرت خالدؓ اپنی فوج کے ساتھ آگے بڑھے یہاں تک وہ اس جگہ پہنچے جہاں حضرت ثابتؓ مقتول ہونے کی حالت میں پڑے ہوئے تھے لیکن ان میں سے کسی کو ان کی خبر نہ تھی یہاں تک کہ اچانک کسی سواری کا ان پر پاؤں آ گیا۔ مسلمانوں پر یہ بہت گراں گزرا۔ پھر جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت عکاشہ بن محصنؓ بھی شہید پڑے ہیں۔ اس سے مسلمان اَور بھی غمگین ہو گئے اور کہنے لگے کہ مسلمانوں کے سرداروں میں سے دو بڑے سردار اور گھڑ سواروں میں سے دو گھڑ سوار شہید ہو گئے۔ تو اس صورت حال کو دیکھ کر حضرت خالدؓ فوج کو مرتب کرنے لگے۔ فوج کو جنگ کیلئے ترتیب دیا اور قبیلہ طے کی طرف لوٹ گئے۔ ایک روایت میں ہے حضرت عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے کہلا بھیجا کہ آپؓ میرے پاس آ کر چند روز قیام کریں۔ مَیں طے کے تمام قبائل کے پاس آدمی بھیجتا ہوں اور جس قدر مسلمان اس وقت آپ کے ساتھ ہیں ان سے کہیں زیادہ فوج آپؓ کیلئے جمع کیے دیتا ہوں اور پھر مَیں خود آپ کے دشمن کے مقابلے میں آپؓ کے ساتھ چلوں گا۔ پس آپؓ میری طرف چل پڑے یعنی اس طرف آ گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت خالدؓ نے قصبہ سَلْمٰی میں اُرُک مقام پر قیام کیا تھا مگر دوسری روایت کے مطابق آپ نے اَجَاء مقام پر قیام کیا تھا۔ یہاں سے حضرت خالدؓ نے طُلَیحہ کے مقابلے کیلئے اپنی فوج کو مرتب کیا اور بُزَاخہ پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ جب لوگوں نے لڑائی شروع کی تو عُیَینہ نے بنو فَزَارَہ کے سات سو افراد کے ساتھ مل کر طُلَیحہ کی معیت میں سخت لڑائی کی۔

عیینہ اور طُلَیحہ اکٹھے مل گئے۔ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کی۔ طُلَیحہ اپنے اُونی خیمے کے صحن میں چادر اوڑھے بیٹھا تھا۔ یہ نبی بنا ہوا تھا اس لیے یہ خیمے میں بیٹھا رہا اور غیب کی خبریں دیتا تھا۔ کہتا تھا تم لوگ جنگ لڑو میں یہاں سے تمہیں بتاتا ہوں کہ کیا نتیجہ نکلنے والا ہے جبکہ لوگ قتال میں مصروف تھے۔ جب عُیَینہ کو لڑائی میں تکلیف اٹھانا پڑی اور اس کا شدید نقصان ہوا تو وہ طُلَیحہ کے پاس آیا اور کہا کیا ابھی تک جبرائیل تمہارے پاس نہیں آئے؟ جنگ میں تو مار پڑ رہی ہے تم کہتے ہو مجھے الہام ہوتے ہیں، وحی ہوتی ہے اور جبرائیل مجھے بتائیں گے کیا ہونا ہے تو بتاؤ ابھی تک کچھ نتیجہ نہیں نکلا؟ جبرائیل آئے نہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ عُیَین ہوا پس گیا پھر لڑائی میں مصروف ہو گیا۔ جب اس کو دوبارہ لڑائی کی شدت نے پریشان کر دیا تو وہ پھر طُلَیحہ کے پاس آیا اور کہا کہ تمہارا برا ہو کیا جبرائیل ابھی تک تمہارے پاس نہیں آئے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم نہیں آئے۔ عُیَینہ نے قسم کھاتے ہوئے کہا کب آئیں گے؟ ہمارا تو کام تمام ہوا چاہتا ہے۔ وہ پھر میدانِ جنگ میں پلٹ کر لڑنے لگا اور اب جب پھر اسے ناکامی ہوئی تو وہ پھر طُلَیحہ کے پاس گیا اور پوچھا کیا جبرائیل تمہارے پاس ابھی تک نہیں آئے؟ طُلَیحہ نے کہا ہاں آئے ہیں۔ عُیَینہ نے پوچھا پھر جبرائیل نے کیا کہا؟ طُلَیحہ نے کہا انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ تیری چکی بھی ان کی چکی کی طرح ہو گی اور ایک ایسا واقعہ ہو گا، تیرا ایسا بول بالا ہو گا کہ جو تم کبھی بھلا نہیں سکو گے۔ عُیَینہ نے یہ سنا تو اپنے دل میں کہا کہ اللہ جانتا ہے کہ عنقریب ایسے واقعات پیش آئیں گے جنہیں تم بدل نہیں سکو گے یا بھلا نہیں سکو گے۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور اس قوم سے کہا کہ اے بنو فزارہ! بخدا یہ طُلَیحہ کذاب ہے۔ پس تم لوگ واپس چلو۔ اس پر تمام بنو فَزَارَہ لڑائی سے کنارہ کش ہو گئے اور ان لوگوں کو شکست ہوئی تو وہ بھاگے اور طُلَیحہ کے اردگرد اکٹھے ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ اس سے پہلے ہی طُلَیحہ نے اپنے لیے اپنا گھوڑا اور اپنی بیوی نَوَار کیلئے اونٹ تیار کر رکھا تھا۔ وہ کھڑا ہوا اور لپک کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنی بیوی کو سوار کیا پھر اسکے ساتھ بھاگ گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم میں سے جو کوئی بھی اس کی استطاعت رکھتا ہے جیسا مَیں نے کیا ہے وہ بھی ایسا کرے اور اپنے اہل کو بچائے۔ دوڑ جاؤ میدان جنگ سے۔ پھر طُلَیحہ نے حُوشِیَّہ کی راہ اختیار کی یہاں تک کہ شام پہنچ گیا۔ اسکی جماعت پراگندہ ہو گئی اور اللہ نے ان میں سے بہتوں کو مار دیا۔ بہت سے مارے گئے۔ ایک روایت کے مطابق طُلَیحہ میدان جنگ سے بھاگ کر نَقْع میں بنو کَلْب کے پاس مقیم ہو گیا اور وہاں جا کے اسلام لے آیا۔ نقع بھی طائف کے اطراف میں مکہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی وفات تک وہ بنو کَلْب میں ہی مقیم رہا۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 261-262، 264، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان 2012ء) (معجم البلدان، جلد 5، صفحہ 346، جلد 2، صفحہ 215)

بنو عامر اپنے خاص و عام افراد کے ساتھ اس کے قریب بیٹھے ہوئے تھے اور قبائل سُلَیم اور ہَوَازِن کا بھی یہی حال تھا۔ پھر جب اللہ نے بنو فَزَارَہ اور طُلَیحہ کو بری طرح شکست دی تو وہ قبائل یہ کہتے ہوئے آئے کہ جس دین سے ہم نکلے تھے ہم پھر اسی میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ خود ہی آ کے اسلام میں شامل ہو گئے اور کہا ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے جان اور مال کے متعلق اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 260 تا 262، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان 2012ء)

تاریخ طبری کی ایک روایت میں ہے کہ اہل بُزَاخہ کی شکست کے بعد بنو عامر آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم دین

میں داخل ہوتے ہیں جس سے ہم نکل گئے تھے۔ حضرت خالدؓ نے ان سے اس شرط پر بیعت لی جو آپؐ نے اہل بُزَاخہ یعنی اَسَد، غَطَفَان اور طَے سے لی تھی اور ان سب نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر اطاعت قبول کر لی۔ اس بیعت کے الفاظ یہ تھے۔ تم سے اللہ تعالیٰ کا عہد و پیمان لیا جاتا ہے کہ تم ضرور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ گے اور ضرور نماز کو قائم کرو گے اور ضرور زکوٰۃ ادا کرو گے اور اسی چیز پر تم اپنے بیٹوں اور عورتوں کی طرف سے بھی بیعت کرو گے۔ اس پر وہ کہتے ہاں۔

(الکامل فی التاریخ، جلد2، صفحہ 210-211، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ 2003ء)

حضرت خالدؓ نے اَسَد، غَطَفَان، ہَوازِن، سُلَیم اور طَے میں سے کسی کی بیعت قبول نہیں کی سوائے اسکے کہ وہ ان تمام لوگوں کو مسلمانوں کے حوالے کر دیں جنہوں نے ارتداد کی حالت میں اپنے ہاں کے مسلمانوں کو آگ میں جلایا تھا اور ان کا مُثلہ کیا تھا اور مسلمانوں پر چڑھائی کی تھی۔

حضرت خالدؓ نے ان سے یہ بیعت اس صورت میں لی کہ اپنے ان لوگوں کو ہمارے سپرد کرو جنہوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا، قتل کیا، ان کے گھروں کو آگ لگائی۔ مسلمانوں کو آگ میں جلایا۔ پھر ان کا مُثلہ کیا اور آگ میں جلایا۔ یہ ساری باتیں کیں۔ انہوں نے کہا ہمارے حوالے کرو گے پھر تمہاری بیعت قبول کی جائے گی۔ وہ ملزمان جو ہیں، سارے مجرم جو ہیں وہ سب پیش ہوں۔ پس ان تمام قبائل نے ان لوگوں کو حضرت خالدؓ کے سپرد کر دیا تو حضرت خالدؓ نے ان قبائل کی بیعت کو قبول کر لیا اور جن لوگوں نے مسلمانوں پر مظالم کیے تھے ظلم کرنے والے جو لوگ تھے ان کے اعضاء بھی قطع کرا دیے اور ان کو آگ میں بھی جلایا گیا۔

(الاستقصا لاخبار دول المغرب الاقصی، جزء1، صفحہ 76، مطبوعہ دار الکتاب 1997ء)

بہرحال جو ظلم انہوں نے مسلمانوں پر کیے تھے جیسا کہ گذشتہ خطبہ میں مَیں بیان کر چکا ہوں سزا کے طور پر ان سے اسی طرح سلوک کیا گیا۔

حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حضرت خالدؓ کے ایک خط کا ذکر ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے قُرَّہ بن ہُبَیرہ اور اس کے چند ساتھیوں کو رسیوں سے باندھ دیا اور پھر قُرَّہ اور دوسرے قیدیوں کو حضرت خالدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس روانہ کیا اور آپؓ کی خدمت میں لکھا کہ بنو عامر اسلام سے روگردانی اور انتظار کے بعد پھر سے اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ جن قبائل سے میری جنگ ہوئی یا جن سے بغیر جنگ کے مصالحت ہوئی مَیں نے ان سب سے کسی کی بیعت قبول نہیں کی یہاں تک کہ وہ ان لوگوں کو میرے پاس لائیں جنہوں نے مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم کیے تھے۔ مَیں نے ان کو قتل کر دیا۔ قُرَّہ اور اسکے ساتھیوں کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔

حضرت ابوبکرؓ نے بھی حضرت خالدؓ کے نام ایک خط لکھا جو نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اس خط کے جواب میں حضرت خالدؓ کو لکھا کہ جو کچھ تم نے کیا اور جو کامیابی تم کو حاصل ہوئی اللہ تم کو اسکی جزائے خیر دے۔ تم اپنے ہر کام میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129) یقیناً اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں۔

تم اللہ کے کام میں پوری جدوجہد کرنا اور تساہل نہ کرنا۔ جس شخص نے کسی مسلمان کو مارا ہو اور وہ تمہارے ہاتھ لگ جائے تو اس کو ضرور قتل کر دو اور اس طرح قتل کرو کہ دوسرے عبرت پکڑیں۔ وہ لوگ جنہوں نے خدا کے حکم سے نافرمانی کی ہو اور اسلام کے دشمن ہوں ان کے قتل سے اگر اسلام کو فائدہ پہنچتا ہو تو قتل کر سکتے ہو۔ حضرت خالدؓ ایک ماہ بُزَاخہ میں فروکش رہے اور اس قسم کے لوگوں کی تلاش میں ہر طرف چھاپے مار کر ان لوگوں کو گرفتار کرتے رہے۔ (تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 265، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان 2012ء) اور یوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت کے مطابق ان لوگوں کو سخت سزائیں دیں۔

قُرَّہ بن ہُبَیرہ اور عُیَینہ بن حِصن کے قید ہو کر مدینہ آنے کے متعلق تاریخ طبری میں اس طرح ذکر آتا ہے کہ حضرت خالدؓ نے بنو عامر کے معاملے کا تصفیہ کر کے جب ان سے بیعت لے لی اور عُیَینہ بن حِصن اور قُرَّہ بن ہُبَیرہ کو قید کر کے حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیا اور جب یہ حضرت ابوبکرؓ کے سامنے آئے تو قُرَّہ نے کہا کہ اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مَیں مسلمان ہوں۔ حضرت عمرو بن عاصؓ میرے اسلام کے گواہ ہیں۔ جب وہ میرے پاس سفر کے دوران آئے مَیں نے ان کو اپنا مہمان بنایا، ان کی تعظیم و تکریم کی اور ان کی حفاظت کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو بلا کر اسکی تصدیق چاہی۔ حضرت عمروؓ نے تمام واقعہ بیان کیا اور جو کچھ قُرَّہ نے کہا تھا وہ بتایا اور جب وہ زکوٰۃ کے متعلق اس کی گفتگو کو بیان کرنے لگے تو قُرَّہ نے کہا بس کیجیے آگے بیان نہ کریں۔ اس پر انہوں نے کہا اللہ کی رحمت ہو۔ حضرت عمروؓ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ مَیں تو پوری بات حضرت ابوبکرؓ سے بیان کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے تمام گفتگو بیان کر دی۔ قُرَّہ نے زکوٰۃ کے حوالے سے پہلے کہا تھا کہ اسکے مطالبہ کو ختم کر دیں تو عرب بات سنیں گے یعنی زکوٰۃ نہ لی جائے۔ اس پر حضرت عمروؓ نے کہا گویا تم کافر ہو چکے تو قُرَّہ نے کہا پھر آپ زکوٰۃ کے مطالبے کا ایک وقت مقرر کر دیں تو ہم لوگ مل کر فیصلہ کر لیں گے کہ زکوٰۃ دینی ہے کہ نہیں دینی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس سے درگزر کیا۔ بہرحال اس کی باتیں سننے کے باوجود حضرت ابوبکرؓ نے اس سے درگزر کیا اور اس کی جان بخشی کر دی۔

عُیَینہ بن حِصن اس حالت میں مدینہ آیا کہ اس کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی گردن پر بندھے تھے۔ مدینہ کے لڑکے اسے کھجور کی شاخیں چبھو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے اللہ کے دشمن! کیا ایمان لانے کے بعد تُو کافر ہو گیا ہے؟ تو اُس نے کہا بخدا! مَیں آج کے دن تک کبھی اللہ پر ایمان ہی نہیں لایا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس سے درگزر کیا اور اسکی بھی جان بخشی کر دی۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 263-264، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان 2012ء)

ایک اَور مصنف لکھتے ہیں کہ عُیَینہ کو خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر کیا گیا۔ اس نے حضرت ابوبکرؓ سے عفو و درگزر کا ایسا برتاؤ پایا جس کا اس کو یقین نہ تھا۔ آپ نے اس کے ہاتھ کھولنے کا حکم دیا۔ پھر اس سے توبہ کا مطالبہ کیا تو عُیَینہ نے خالص توبہ کا اعلان کیا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے معذرت پیش کی اور اسلام لایا پھر اچھی طرح اسلام پر کاربند رہا۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم، صفحہ 326، مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

جھوٹے مدعیٔ نبوت اور باغی، طُلَیحہ اسدی نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ اسکے بارے میں لکھا ہے کہ طُلَیحہ اسدی کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ جب اسے اطلاع ملی کہ قبیلہ اسد، غطفان اور بنو عامر مسلمان ہو چکے ہیں تو وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ پھر وہ حضرت ابوبکرؓ کی امارت میں عمرہ کرنے مکہ روانہ ہوا۔ وہ مدینہ کے اطراف سے گزرا تو حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا گیا یہ طُلَیحہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا مَیں اس کا کیا کروں؟ اس کو چھوڑ دو۔ یقیناً اللہ نے اسے اسلام کی طرف ہدایت دے دی ہے۔ طُلَیحہ مکہ کی طرف گیا اور عمرہ ادا کیا۔ پھر حضرت عمرؓ کے خلیفہ ہونے کے بعد ان کی بیعت کرنے آیا تو حضرت عمرؓ نے اس سے کہا کہ تم عکاشہ اور ثابت کے قاتل ہو۔ بخدا! مَیں کبھی تم کو پسند نہیں کر سکتا۔ طُلَیحہ نے کہا اے امیر المومنین! آپ ان دو شخصوں کا کیا غم کرتے ہیں جن کو اللہ نے میرے ہاتھوں سے عزت دی۔ شہید ہوئے اور مجھے ان دونوں کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا۔ یعنی میں ذلیل نہیں ہوا۔ ان کے حملے سے مرا نہیں ورنہ میں جہنم میں جاتا اور آج میں اسلام قبول کر کے اللہ تعالیٰ کا فضل پانے والا بن رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے اس سے بیعت لے لی اور کہا اے دھوکے باز! تمہاری کہانت میں سے کیا باقی ہے؟ یعنی تم کاہن تھے اس میں سے ابھی بھی کچھ کہانت کا کام کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ ایک آدھ پھونک مار لیتا ہوں۔ پھر وہ اپنی قوم کی قیام گاہ کی طرف آیا اور وہیں مقیم رہا۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 264، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان 2012ء)

عراق کی جنگوں میں طُلَیحہ نے ایرانیوں کے مقابلے میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔ مسلمان ہونے کے بعد عراق کی جنگوں میں یہ لڑا اور اچھا لڑا اور جنگ نَہاوَند میں 21/ہجری میں شہید ہوا۔

(حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل، صفحہ 144، بک کارنر شوروم بک سٹریٹ جہلم پاکستان) (الاصابہ فی تمیز الصحابہ، جزء3، صفحہ 441، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

حضرت خالد بن ولید کا ظَفَر، یہ ایک علاقہ ہے اس جانب جانا اور اُمِّ زِمل سلمیٰ بنت اُمِّ قِرفہ کی طرف پیش قدمی۔ ام زِمل کا نام سلمیٰ بنت مالِک بن حُذَیفہ تھا جو اپنی ماں اُمِّ قِرفہ بنت رَبیعہ سے مشابہ تھی۔ وہ عزت و شہرت میں اپنی ماں جیسی تھی اور اسکے پاس اُمِّ قرفہ کا اونٹ بھی تھا۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 265، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان 2012ء)

اُمِّ قِرفہ کا تعارف یہ ہے کہ اُمِّ قرفہ کا نام فاطمہ بنت ربیعہ تھا اور وہ بنو فَزارہ کی سردار تھی۔ یہ عورت اپنی قوت اور حفاظتی انتظامات کے طور پر ایک ضرب المثل مانی جاتی تھی۔ اس کے گھر میں ہر وقت پچاس تلواریں آویزاں رہتی تھیں اور پچاس مردانِ شمشیر زَن ہر وقت وہاں موجود ہوتے تھے۔ یہ سب کے سب اسکے بیٹے اور پوتے تھے۔ اسکے ایک بیٹے کا نام قرفہ تھا اس کی وجہ سے اس کی کنیت اُمِّ قرفہ تھی جبکہ اس کا اصلی نام فاطمہ بنت ربیعہ تھا۔ اس کا گھر وَادِی القُریٰ کی ایک جانب تھا جو مدینہ طیبہ سے سات رات کی مسافت پر تھا۔

(پیغمبر اسلام اور غزوات و سرایا از حکیم محمود احمد ظفر، صفحہ 447، مطبوعہ شفیق پریس)

ام قرفہ کی طرف ایک سَرِیَّہ چھ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ اُمِّ قرفہ کی سرکوبی کی ایک وجہ یہ تھی کہ اس نے مدینہ پر حملہ کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش کی تھی۔ اس بارے میں ایک مصنف نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ اس نے اپنے تیس بیٹوں اور پوتوں کا ایک دستہ تیار کیا اور کہا کہ مدینہ پر چڑھائی کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرو۔ اس لیے مسلمانوں نے اس فتنہ باز عورت کو کیفرِ کردار تک پہنچا دیا۔

(ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از پیر محمد اکرم شاہ الازہری، جلد4، صفحہ 121، مطبوعہ تخلیق مرکز پرنٹرز لاہور 1420ھ)

اس کا دوسرا سبب یہ تھا کہ حضرت زید بن حارثہ تجارت کی غرض سے شام کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے پاس دیگر صحابہ کرام کے اموالِ تجارت تھے۔ جب وادی القریٰ پہنچے تو قبیلہ فَزارہ کی شاخ بنو بدر کے بہت سے آدمی نکل آئے۔ انہوں نے حضرت زیدؓ اور ان کے ساتھیوں کو سخت مارا پیٹا اور سارا سامان بھی چھین لیا۔ انہوں نے واپس آکر بارگاہِ رسالت میں یہ واقعہ عرض کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر اُن کے ساتھ بھیجا تا کہ ان لٹیروں کی گوشمالی کرے۔ (ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از پیر محمد اکرم شاہ الازہری، جلد4، صفحہ 120، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

ارشاد باری تعالیٰ

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

(ترجمہ) تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کیلئے نکالی گئی ہے۔

تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ (ال عمران:111)

طالبِ دعا: بی۔ ایم۔ خلیل احمد ولد مکرم بی۔ ایم۔ بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ:157)

(ترجمہ) اُن لوگوں کو جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں

ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

طالبِ دعا: محمد منیر احمد و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی، صوبہ تلنگانہ)

ام قرفہ کی بیٹی اُمِّ زِمل سلمٰی کا واقعہ یوں ہے کہ غَطَفَان، طَے، سُلَیم اور ہَوَازِن کے بعض لوگ جنہوں نے بُزَاخَہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں شکست کھائی تھی، بھاگ کر اُمِّ زِمل سلمٰی بنت مالک کے پاس پہنچے اور وعدہ کیا کہ اسکے ساتھ مل کر مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے جانیں قربان کردیں گے لیکن پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

(سیرت سیدنا صدیق اکبرؓ منسوب بہ استاذ عمر ابوالنصر، صفحہ 610، مشتاق بک کارنر اردو بازار لاہور)

غطفان کے شکست خوردہ لوگ ظَفَر میں جمع ہو گئے۔ یہ ظَفَر جو ہے بصریٰ اور مدینہ کے راستے پر ایک مقام ہے۔ یہ حَوْأَب کے قریب ایک مقام ہے۔ حَوْأَب بھی مدینہ اور بصریٰ کے راستے پر ایک جگہ ہے اور وہاں ایک کنواں ہے۔ وہاں ام زِمل سلمٰی نے ان لوگوں کو ان کی شکست پر غیرت دلائی اور جنگ کا حکم دیا اور پھر خود بھی مختلف قبائل میں بار بار چکر لگا کر ان کو حضرت خالدؓ سے جنگ کیلئے اکسایا یہاں تک کہ وہ لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے اور جنگ کیلئے دلیر ہو گئے۔

یہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کیلئے بھڑکانے والی تھی اور ہر طرف سے بھٹکے ہوئے لوگ اسکے پاس آ گئے۔ اس سے قبل اُمِّ قرفہ کی زندگی میں یہ اُمِّ زِمل سلمٰی قید ہو کر حضرت عائشہؓ کو ملی تھی۔ انہوں نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ یہ کچھ عرصہ ان کے پاس رہی پھر اپنی قوم میں چلی آئی۔ وہاں جا کے مرتد ہو گئی۔ (الکامل فی التاریخ، جلد2، صفحہ 211، ذکر ردۃ بنی عامر، وھوازن وسلیم، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ 2003ء) (معجم البلدان، جلد4، صفحہ 68، جلد2، صفحہ 360)

جب حضرت خالدؓ کو اس کی اطلاع ہوئی وہ اس وقت مجرموں کی گرفتاری، زکوٰۃ کی تحصیل، دعوتِ اسلام اور لوگوں کی تسکین میں منہمک تھے تو اُمِّ زِمل سلمٰی کے مقابلہ کیلئے بڑھے جس کی شوکت اور طاقت بہت بڑھ چکی تھی اور اس کا معاملہ بہت شدت اختیار کر گیا تھا۔ پس حضرت خالدؓ اس کے اور اس کی جمعیتوں سے مقابلے کیلئے آگے بڑھے۔ نہایت شدید جنگ ہوئی۔ اُمِّ زِمل سلمٰی اس وقت اپنی ماں کی طرح بڑی شان سے اپنی ماں کے اونٹ پر سوار تھی اور دونوں لشکروں کے درمیان شدید جنگ ہوئی۔ اُمِّ زِمل اونٹ پر سوار اشتعال انگیز تقریروں سے برابر فوج کو جوش دلا رہی تھی۔ مرتدین بھی بڑی بہادری سے جان توڑ کر لڑ رہے تھے۔ اُمِّ زِمل کے اونٹ کے گرد سو اونٹ اَور تھے جن پر بڑے بڑے بہادر سوار تھے اور بڑی پامردی سے اُمِّ زِمل کی حفاظت کر رہے تھے۔ مسلمان شہسواروں نے اُمِّ زِمل کے پاس پہنچنے کی سرتوڑ کوشش کی لیکن اس کے محافظوں نے ہر بار انہیں پیچھے ہٹا دیا۔ پورے سو آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد مسلمان آخرکار اُمِّ زِمل کے اونٹ کے قریب پہنچے۔ وہاں پہنچتے ہی انہوں نے اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اُمِّ زِمل کو قتل کر دیا۔ اسکے ساتھیوں نے جب اسکے اونٹ کو گرتے اور اُسے قتل ہوتے دیکھا تو اُن کی ہمت نے جواب دے دیا اور بدحواس ہو کر بے تحاشا میدان جنگ سے بھاگنے لگے۔ اس طرح اس فتنہ کی آگ ٹھنڈی ہو گئی اور جزیرہ نما عرب کے شمال مشرقی حصہ میں ارتداد اور بغاوت کا خاتمہ ہو گیا۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل، اردو ترجمہ، صفحہ 156-157، مطبوعہ بک کارنر جہلم)

حضرت خالدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو اس فتح کی بشارت بھیجی۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 265، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ لبنان 2012ء)

حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں یہ ذکر ابھی آگے بھی ان شاء اللہ بیان ہو گا۔ اس وقت اتنا ہی بیان کرتا ہوں۔

اس وقت میں دو مرحومین کا ذکر بھی کروں گا۔ جمعہ کی نماز کے بعد ان کے جنازے پڑھاؤں گا۔

پہلے صابرہ بیگم صاحبہ اہلیہ رفیق احمد بٹ صاحب سیالکوٹ ہیں جو گذشتہ دنوں وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ مرحومہ کے بارے میں ان کے بیٹے نے لکھا ہے کہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، مہمان نواز، غریب پرور، نیک فطرت خاتون تھی۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی تھی اور عقیدت کا تعلق تھا۔ با قاعدہ اہتمام کے ساتھ خطبات سنا کرتی تھیں۔ واقفینِ زندگی کا بہت احترام کرتی تھیں۔ ان کے بیٹے نسیم بٹ صاحب کاڈونا (Kaduna) نائیجیریا میں مربی سلسلہ ہیں۔ میدانِ عمل میں ہونے کی وجہ سے اپنی والدہ کے جنازے اور تدفین میں شامل نہیں ہو سکے تھے اس لیے ان کا جنازہ پڑھا رہا ہوں۔ ان کا سارا خاندان ہی، ان کے خاوند بھی اور باقی ان کے بیٹے، پوتے جماعت کی خدمت کرنے میں پیش پیش ہیں۔

دوسرا جو ذکر ہے وہ جنازہ ثریا رشید صاحبہ کا ہے۔ مرحومہ رشید احمد باجوہ صاحب کی اہلیہ تھیں۔ 20/اپریل کو ان کی کینیڈا میں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ یہ بھی بڑی نیک خاتون تھیں۔ تقویٰ شعار، دعا گو، غریب پرور، مہمان نواز، ملنسار۔ عرصہ تک انہیں اپنے محلہ کی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی ان کو بہت زیادہ توفیق ملی اور پھر ربوہ آ گئیں جہاں انہوں نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے اپنا سب کچھ بیچ کے ربوہ آ کر اپنا گھر بنایا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ ان کے بھی ایک بیٹے سفیر باجوہ صاحب ربوہ میں مربی سلسلہ ہیں۔ ایک بیٹی بھی مربی سلسلہ کی اہلیہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کو اور ان کی نسلوں کو بھی ان نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور امر بالمعروف کرو اور تم ضرور ناپسندیدہ باتوں سے منع کرو۔ ورنہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کرے۔ اور عذاب نازل ہونے کے بعد تم دعا کرو گے مگر تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی۔ (ترمذی، ابواب الفتن)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

جامعہ احمدیہ میں حصول تعلیم کے تعلق سے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مختلف ارشادات

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بہر حال جوں جوں جماعتی ضروریات بڑھ رہی ہیں، تبلیغی میدان میں بھی وسعت پیدا ہو رہی ہے اور خدمات کے دوسرے میدانوں میں بھی وسعت پیدا ہو رہی ہے جہاں واقفینِ زندگی اور مبلغین کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس جس طرح یہ وسعت پیدا ہو رہی ہے، کام بڑھ رہے ہیں، احمدیت کا پیغام پھیل رہا ہے۔ دنیا احمدیت کی آغوش میں بھی آ رہی ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ واقفینِ زندگی اور دینی علم رکھنے والوں کی ضرورت بھی بڑھ رہی ہے جو تبلیغ اور تربیت کا فریضہ سرانجام دے سکیں...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جماعت کے ہر فرد کا ہمہ وقت تبلیغی اور تربیتی کاموں میں مصروف رہنا ممکن نہیں۔ اس لئے ایک گروہ ہو جو خاص طور پر یہ کام سرانجام دے۔ باوجود اس کے کہ ایک دوسری جگہ امت کے ہر فرد کی یہ ذمہ داری لگائی گئی ہے کہ وہ نیکیوں کے پھیلانے، برائیوں سے روکنے اور دعوتِ الی اللہ کا فرض ادا کرے۔ لیکن پھر بھی یہ فرمایا ہے کہ کیونکہ یہ جو نظامِ دنیا ہے اس کو چلانا بھی ضروری ہے، اس لئے جو اس میں مصروف ہوں گے وہ بھی ہمہ وقت، وقت نہیں دے سکتے۔ پھر ہر ایک کا مزاج بھی ایسا نہیں ہوتا کہ وہ تبلیغی اور تربیتی کام احسن رنگ میں سرانجام دے سکے۔ پھر تمام کے تمام امت کے افراد دین کا وہ فہم اور ادراک بھی حاصل نہیں کر سکتے جو ایک مبلغ اور مربی کے لئے ضروری ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ تمام لوگوں کو خاص توجہ کے ساتھ ٹریننگ بھی نہیں دی جا سکتی۔ اس لئے ایک گروہ ہونا چاہئے جو پوری توجہ سے دین سیکھے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات، اوامر و نواہی سے واقفیت حاصل کرے۔ ان کی گہری حکمت سیکھے اور پھر پھیلائے۔ ماشاء اللہ جماعت میں ایسے بھی بہت سے افراد ہیں جو اپنے ذوق اور شوق کی وجہ سے دنیاوی تعلیم کے علاوہ بھی دینی علم کا کافی ذوق رکھتے ہیں۔ لیکن بعض دفعہ، بلکہ اکثر دفعہ ان کی دوسری مصروفیات ایسی ہو جاتی ہیں جو مستقل طور پر وقت دینے میں آڑے آتی ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین کے کام کیلئے واقفِ زندگی کا ایک گروہ ہونا چاہئے اور پھر کیونکہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اس لئے ہر فرقے میں سے یعنی ہر گروہ میں سے، ہر طبقے میں سے، لوگوں کے ہر حصے میں سے متفرق قسم کے لوگوں میں سے یہ ایک گروہ ہونا چاہئے۔ اور پھر مزید وسعت پیدا کریں تو فرمایا کہ ہر قوم میں سے ایسے لوگ ہوں جو دین سیکھیں اور آگے سکھائیں۔ ہر قوم اور ہر گروہ اور ہر طبقے کے مزاج، نفسیات اور طریق مختلف ہوتے ہیں۔ اس کے مطابق تبلیغ کا طریق اختیار کیا جائے۔ اس طرح تبلیغ کرنی بھی آسان رہے گی اور تربیت بھی آسان رہے گی۔ بہر حال یہ رہنمائی اللہ تعالیٰ نے فرمائی کہ مومنوں کا ایک گروہ ہو جو تبلیغی اور تربیتی کام سرانجام دے اور پھر یہ کہ ہر قوم اور ہر طبقے کے لوگوں میں سے ہو تا کہ اس کام میں سہولت پیدا ہو سکے۔

پس جماعت احمدیہ میں اس اصول کے تحت دین کی خاطر زندگی وقف کرنے کا نظام قائم ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا مختلف قوموں اور طبقوں کے لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اس نظام کا حصہ بن چکے ہیں اور بن رہے ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا کہ جماعتی ضروریات بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس تعداد میں اضافے کی بھی ضرورت ہے اور یہ ضرورت آئندہ بڑھتی بھی چلی جائے گی۔ فی الحال صرف موجودہ وقت میں ضرورت نہیں ہے بلکہ آئندہ اس ضرورت نے مزید بڑھنا ہے۔ (بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ 22/اکتوبر 2010ء)

(انچارج شعبہ وقف نو بھارت)

اعلان ولادت

مکرم ثاقب رسول ڈار صاحب کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولودہ کا نام عفیفہ ثاقب تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم مبارک رسول ڈار صاحب آف کوریل کشمیر کی پوتی اور مکرم راجہ شاہد احمد خان صاحب خانپورہ (چک ایمرچھ) کشمیر کی نواسی ہے۔ مکرم راجہ شاہد احمد خان صاحب مکرم راجہ عطاء محمد خان رئیسؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑپوتے ہیں۔ قارئین بدر سے نومولودہ کی صحت وسلامتی، نیک خادمہ سلسلہ اور دونوں خاندانوں کے آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (راجہ جمیل احمد، انسپکٹر بدر)

اعلان نکاح وشادی خانہ آبادی

خاکسار کی بیٹی لطفیہ عندلیب سلمہا کا نکاح عزیزم بلال اشرف علی سلمہ ابن مکرم بی اشرف علی صاحب آف کنور صوبہ کیرالہ سے مورخہ 8/مئی 2022ء بروز اتوار کیپیٹل ولیج ریزورٹ مڈکیری (مرکرا) میں ہوا۔ مکرم محمد کلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ حیدرآباد نے یہ نکاح مبلغ دس لاکھ روپئے حق مہر پر پڑھایا۔ اسی روز رخصتانہ کی تقریب بھی عمل میں آئی۔ رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کیلئے قارئین بدر کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(ناصر احمد، آر.ٹی.او، بنگلور ابن مکرم ایم.اے.بشیر احمد صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ مرکرہ صوبہ کرناٹک)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، بے چینی، تکلیف، اور غم پہنچتا ہے، یہاں تک کہ اگر اس کو کوئی کانٹا بھی لگتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ (بخاری، کتاب المرضیٰ، باب ماجاء فی کفارۃ المرض)

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

خطبہ جمعہ

میں اس تلوار کو جسے اللہ نے کفار کیلئے نیام سے نکالا ہے پھر نیام میں نہیں رکھوں گا۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

سجاح بنت حارث اور مالک بن نُوَیرَہ کے خلاف کی جانے والی مہمات کا تفصیلی تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13 مئی 2022ء بمطابق 13 ہجرت 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کے جو فتنے تھے ان کے خلاف جو مہمات ہوئیں ان کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس ضمن میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی بُطَاح کے علاقہ کی جانب، مالک بن نُوَیرَہ کی طرف پیش قدمی کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے۔ بُطَاح بنو اسد کے علاقے میں ایک چشمہ کا نام ہے۔ مالک بن نُوَیرَہ کا تعلق بنو تمیم کی ایک شاخ بنو یربوع سے تھا۔ اس نے 9 ہجری میں اپنی قوم کے ساتھ مدینہ آکر اسلام قبول کیا۔ مالک بن نُوَیرَہ اپنی قوم کے سرداروں میں سے ایک تھا۔ عرب کے مشہور بہادر اور شہسواروں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے قبیلہ کی زکوٰۃ کے اموال وصول کرنے اور جمع کرنے کی ڈیوٹی سپرد کرتے ہوئے عاملِ زکوٰۃ کے عہدے پر مقرر کیا تھا لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور عرب میں ارتداد اور بغاوت کی لہر اٹھی تو مالک بن نُوَیرَہ بھی مرتد ہونے والوں میں سے ایک تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر اس کو پہنچی تو اس نے خوشی اور مسرت کا جشن منایا۔ اس کے گھر کی عورتوں نے مہندی لگائی، ڈھول بجائے اور خوب فرحت و شادمانی کا اظہار کیا اور اپنے قبیلے کے ان مسلمانوں کو قتل کیا جو زکوٰۃ کی فرضیت کے قائل ہونے کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی رقم کو مسلمانوں کے مرکز یعنی مدینہ میں بھجوانے کے بھی قائل تھے۔ پس یہ بھی بات یاد رکھنے والی ہے کہ ہر ایک شخص جس کو سزا دی گئی یا جس کے خلاف سختی کے اقدام کیے گئے اس نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی صرف یہی نہیں کہ مرتد ہو گئے تھے۔

بہرحال اس ضمن میں مزید ہے کہ اس نے ایک طرف تو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور زکوٰۃ کے جمع شدہ اموال اپنی قوم کے لوگوں کو واپس کر دیے اور دوسری طرف نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والی باغیہ سَجَاح بنت حارث کے ساتھ شامل ہو گیا جو کہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے آئی تھی۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ، جلد 5، صفحہ 560، دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سیرت سیدنا صدیق ابوبکرؓ از ابوالنصر مترجم، صفحہ 598، 713، مشتاق بک کارنر لاہور) (فرہنگ سیرت، صفحہ 63، زوار اکیڈمی کراچی) (معجم البلدان، جلد 1، صفحہ 527)

سَجَاح کا تعارف یہ ہے کہ سَجَاح بنت حارث اس کا نام تھا۔ ام صَادِر کنیت تھی۔ عرب کی ایک کاہنہ تھی اور ان چند مدعیانِ نبوت اور باغی قبائلی سرداروں میں سے تھی جو عرب میں ارتداد سے تھوڑی مدت پہلے یا اس کے دوران نمودار ہوئے تھے۔ سَجَاح قبیلہ بنو تمیم سے تعلق رکھتی تھی اور ماں کی جانب سے اس کا نسب قبیلہ بنو تَغلِب سے جا ملتا تھا جو اکثر مسیحی تھے۔ سَجَاح خود بھی مسیحی تھی اور اپنے مسیحی قبیلہ اور خاندان کی بنا پر مسیحیت کی اچھی خاصی عالم عورت تھی۔ یہ عراق سے مریدوں کے ساتھ آئی تھی اور مدینہ پر حملہ کا ارادہ رکھتی تھی۔ بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ سَجَاح ایرانیوں کی سازش کے تحت عرب میں داخل ہوئی تھی تاکہ حالات کو دیکھ کر ایرانی حکومت کے زوال پذیر اقتدار کو تھوڑا سنبھالا دیا جا سکے۔ بہرحال سَجَاح ان عوامل سے متاثر ہو کر جزیرۂ عرب میں داخل ہوئی۔ یہ طبعی امر تھا کہ وہ سب سے پہلے اپنی قوم بنو تمیم میں پہنچی۔ ایک گروہ زکوٰۃ ادا کرنے اور خلیفہ رسول اللہ کی اطاعت کرنے پر آمادہ تھا لیکن اس قبیلہ کا دوسرا فریق اس کی مخالفت کر رہا تھا۔ ایک تیسرا فریق بھی تھا جس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ بہرحال اس اختلاف نے اتنی شدت اختیار کی کہ بنو تمیم نے آپس ہی میں لڑنا اور جدال اور قتال شروع کر دیا۔ اسی اثنا میں ان قبائل نے سَجَاح کے آنے کی خبر سنی اور انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ سَجَاح مدینہ پہنچ کر ابوبکرؓ کی فوجوں سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ پھر تو اختلاف نے مزید وسعت اختیار کر لی۔ سَجَاح اس ارادے سے بڑھی چلی آرہی تھی کہ وہ اپنے عظیم الشان لشکر کے ہمراہ اچانک بنو تمیم میں پہنچ جائے گی اور اپنی نبوت کا اعلان کر کے انہیں اپنے آپ پر ایمان لانے کی دعوت دے گی۔ سارا قبیلہ بالاتفاق اس کے ساتھ ہو جائے گا اور عُیَینہ کی طرح بنو تمیم بھی اس کے متعلق یہ کہنا شروع کر دیں گے کہ بنو یَربُوع کی نَبِیَّہ قریش کے نبی سے بہتر ہے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں اور سَجَاح زندہ ہے۔ اس کے بعد وہ بنو تمیم کو ہمراہ لے کر مدینہ کی طرف کُوچ کرے گی، یہ اس کا پلان تھا، اور ابوبکرؓ کے لشکر سے مقابلہ کے بعد فتح یاب ہو کر مدینہ پر قابض ہو جائے گی۔ بہرحال سَجَاح اور مالک بن نُوَیرَہ کا آپس میں رابطہ بھی ہوا۔ سَجَاح اپنے لشکر کے ہمراہ جب بنو یربوع کی حدود پر پہنچ گئی تو وہاں ٹھہر گئی اور قبیلہ کے سردار مالک بن نُوَیرَہ کو بلا کر مصالحت کرنے اور مدینہ پر حملہ کرنے کی غرض سے اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ مالک نے صلح کی دعوت تو قبول کر لی لیکن اس نے اسے مدینہ پر چڑھائی کے ارادے سے باز رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ مدینہ پہنچ کر ابوبکر کی فوجوں کا مقابلہ کرنے سے بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنے قبیلہ کے مخالف عنصر کا صفایا کر دیا جائے۔ سَجَاح کو بھی یہ بات پسند آئی اور اس نے کہا کہ جو تمہاری مرضی ہے۔ میں تو بنو یربوع کی ایک عورت ہوں جو تم کہو گے وہی کروں گی۔ سَجَاح نے مالک کے علاوہ بنو تمیم کے دوسرے سرداروں کو بھی مصالحت کی دعوت دی لیکن وَکِیع کے سوا کسی نے یہ دعوت قبول نہیں کی۔ اس پر سَجَاح نے مالک، وَکِیع اور اپنے لشکر کے ہمراہ دوسرے سرداروں پر دھاوا بول دیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں جانبین کی کثیر تعداد، آدمی قتل ہوئے اور ایک ہی قبیلے کے لوگوں نے ایک دوسرے کو گرفتار کر لیا لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد مالک اور وکیع نے یہ محسوس کیا کہ انہوں نے اس عورت کی اتباع کر کے سخت غلطی کی ہے۔ اس پر انہوں نے دوسرے سرداروں سے مصالحت کر لی اور ایک دوسرے کے قیدی واپس کر دیے۔ اس طرح قبیلہ تمیم میں امن قائم ہو گیا۔ اب یہاں سَجَاح نے جب دیکھا کہ اس کی دال گلنی مشکل ہے، جو مقصد لے کے آئی تھی وہ پورا نہیں ہو سکتا تو اس نے بنو تمیم سے بوریا بستر اٹھایا اور مدینہ کی جانب کوچ کر دیا۔ نِبَاج کی بستی میں پہنچ کر اوس بن خُزَیمہ سے اس کی مڈھ بھیڑ ہوئی جس میں سَجَاح نے شکست کھائی اور اوس بن خزیمہ نے اس طرح پر اسے واپس جانے دیا کہ اس امر کا پختہ ارادہ کرے کہ وہ مدینہ کی جانب پیش قدمی نہیں کرے گی۔ اس واقعہ کے بعد اہلِ جزیرہ کی فوج کے سردار ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے سَجَاح سے کہا اب آپ ہمیں کیا حکم دیتی ہیں۔ مالک اور وکیع نے اپنی قوم سے صلح کر لی ہے۔ نہ وہ ہمیں مدد دینے کیلئے تیار ہیں اور نہ اس بات پر رضامند کہ ہم ان کی سرزمین سے گزر سکیں۔ ان لوگوں سے بھی ہم نے یہ معاہدہ کیا ہے اور مدینہ جانے کیلئے ہماری راہ مسدود ہو گئی ہے۔ اب بتاؤ ہم کیا کریں؟ سَجَاح نے جواب دیا کہ اگر مدینہ جانے کی راہ مسدود ہو گئی ہے تو بھی فکر کی کوئی بات نہیں تم یمامہ چلو۔ انہوں نے کہا اہلِ یمامہ شان و شوکت میں ہم سے بڑھے ہوئے ہیں اور مسیلمہ کی طاقت اور قوت بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب اس کے لشکر کے سرداروں نے سَجَاح سے آئندہ اقدام سے متعلق دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ عَلَيْكُمْ بِالْيَمَامَةِ، وَدُفُّوْا دَفِيْفَ الْحَمَامَةِ، فَإِنَّهَا غَزْوَةٌ صَرَّامَةٌ، لَا يَلْحَقُكُمْ بَعْدَهَا مَلَامَةٌ کہ یمامہ چلو۔ کبوتر کی طرح تیزی سے ان پر جھپٹو۔ وہاں ایک زبردست جنگ پیش آئے گی جس کے بعد تمہیں پھر کبھی ندامت نہ اٹھانی پڑے گی۔ یہ مُسَجَّع مُقَفّٰی عبارت سننے کے بعد جسے اس کے لشکر والے وحی خیال کرتے تھے کہ نبی ہے۔ اس کو وحی ہوئی ہے۔ اس کیلئے ان کا حکم ماننے کے سوا کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ اس کا حکم مانا۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل، مترجم شیخ احمد پانی پتی، صفحہ 193 تا 198، اسلامی کتب خانہ) (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد 10، صفحہ 738، مطبوعہ لاہور)

سجاح جب اپنے لشکر کے ہمراہ یمامہ پہنچی تو مسیلمہ کو بڑا فکر پیدا ہوا۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ سَجَاح کی فوجوں سے جنگ میں مشغول ہو گیا تو اس کی طاقت کمزور ہو جائے گی۔ اسلامی لشکر اس پر دھاوا بول دے گا اور اردگرد کے قبائل بھی اس کی اطاعت کا دم بھرنے سے انکار کر دیں گے۔ یہ سوچ کر اس نے سَجَاح سے مصالحت کرنے کی ٹھانی۔ پہلے اسے تحفے تحائف بھیجے۔ پھر کہلا بھیجا کہ وہ خود اس سے ملنا چاہتا ہے۔ اس نے مسیلمہ کو باریابی کی اجازت دے دی۔ مسیلمہ بنو حنیفہ کے چالیس آدمیوں کے ہمراہ اس کے پاس آیا اور خلوت میں اس سے گفتگو کی اور اس گفتگو میں مسیلمہ نے کچھ مسجع مقفّٰی عبارتیں سَجَاح کو سنائیں جن سے وہ بہت متاثر ہوئی۔ سَجَاح نے بھی جواب میں اسی قسم کی عبارتیں سنائیں۔ سجاح کو پوری طرح اپنے قبضہ میں لینے اور ہمنوا بنانے کیلئے مسیلمہ نے یہ تجویز پیش کی کہ ہم دونوں اپنی نبوتوں کو یکجا کر لیں اور باہم رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں، شادی کر لیں۔ سَجَاح نے یہ مشورہ قبول کر لیا اور مسیلمہ کے ساتھ اسکے کیمپ میں چلی گئی۔ تین روز تک وہاں رہنے کے بعد یہ اپنے لشکر میں واپس آئی اور ساتھیوں سے ذکر کیا کہ اس نے مسیلمہ کو حق پر پایا ہے اس لیے اس سے شادی کر لی ہے۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ کچھ مہر بھی مقرر کیا۔ اس نے کہا مہر تو مقرر نہیں کیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ واپس جائیں اور مہر مقرر کر کے آئیں کیونکہ آپ جیسی شخصیت کیلئے مہر کے بغیر شادی کرنا زیبا نہیں۔ چنانچہ وہ مسیلمہ کے پاس واپس گئی اور اسے مہر کے بارے میں اپنی آمد کے مقصد سے آگاہ کیا۔ مسیلمہ نے اس کی خاطر عشاء اور فجر کی نمازوں میں تخفیف کر دی۔ یعنی کہ عشاء اور فجر کی نمازوں میں کمی کر دی اور وہ بند کر دیں۔ بہرحال مہر کے بارے میں یہ تصفیہ ہوا کہ مسیلمہ یمامہ کی زمینوں کے لگان کی نصف آمد سَجَاح کو بھیجے گا۔ سَجَاح نے یہ مطالبہ کیا کہ وہ آئندہ سال کی نصف آمدنی میں سے اس کا حصہ پہلے ہی ادا کر دے۔ اس پر مسیلمہ نے نصف سال کی آمدنی کا حصہ اسے دے دیا جسے لے کر وہ جزیرہ واپس آگئی۔ بقیہ نصف سال کی آمدنی کے حصول کیلئے اس نے اپنے کچھ آدمیوں کو بنو حنیفہ ہی میں چھوڑ دیا۔ سَجَاح بدستور بنو تغلب میں مقیم رہی۔ اس کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ بعد میں اس نے توبہ کر لی اور اسلام قبول کر لیا۔ بعض کے نزدیک حضرت عمرؓ کے زمانے میں اس نے اسلام قبول کیا یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہؓ نے قحط والے سال اسے اس کی قوم کے ساتھ بنو تمیم میں بھیج دیا جہاں وہ وفات تک مسلمان ہونے کی حالت میں مقیم رہی۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ، از محمد حسین ہیکل، اردو ترجمہ از شیخ احمد پانی پتی، صفحہ 198-199) (تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 271، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) (البدایۃ والنہایۃ، جلد 7، صفحہ 259، دار ھجر بیروت 1997ء)

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولید کو حکم دیا تھا کہ طُلَیحَہ اَسَدِی کے معاملے سے فارغ ہو کر مالِک بن نُوَیرَہ کے مقابلے کیلئے جائیں جو بُطَاح میں ٹھہرا ہوا تھا۔ (تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 257 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

حضرت خالدؓ جب بُطَاح آئے تو انہوں نے وہاں کسی کو بھی نہیں پایا۔ البتہ انہوں نے دیکھا کہ مالک کو جب اسے اپنے معاملہ میں تردد ہوا تو اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو ان کی جائیداد کی دیکھ بھال کیلئے بھیج دیا اور اکٹھا ہونے کی ممانعت کی ہے۔ پہلے اس عورت سے علیحدگی بھی ہو چکی تھی یا شاید اس وجہ سے بھی اس میں خیال پیدا ہوا کہ مقابلہ مشکل ہے۔ بہرحال حضرت خالدؓ نے مختلف فوجی دستے ادھر ادھر روانہ کیے اور ان کو ہدایت کی کہ جہاں پہنچیں وہاں پہلے اسلام کی دعوت دیں جو اس کا جواب نہ دے اسے گرفتار کر لائیں اور جو مقابلہ کرے اسے قتل کر دیں۔ انہی دستوں میں سے ایک دستہ مالک بن نُوَیرَہ کو جس کے ساتھ بنوثَعلَبہ بن یَربُوع کے چند آدمی عاصِم، عُبَید، عَرِین اور جعفر تھے گرفتار کر کے خالد کے پاس ان کو لایا گیا۔ اس دستے کے لوگوں میں جن میں حضرت ابوقتادہؓ بھی تھے ان کا اختلاف ہو گیا۔ یہاں ایک روایت عروہ کے باپ سے ہے کہ اس موقع پر مہم کے بعد لوگوں نے تو شہادتیں دیں کہ جب ہم نے اذان دی، اقامت کہی اور نماز پڑھی تو ان لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا مگر دوسروں نے کہا کہ نہیں ایسا کچھ نہیں ہوا۔ حضرت ابوقتادہؓ نے اس بات کی شہادت دی کہ انہوں نے اذان دی، اقامت کہی اور نماز پڑھی۔ اس اختلاف شہادت کی وجہ سے حضرت خالدؓ نے ان لوگوں کو قید کر دیا۔

(تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 273، 272، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

مالک بن نُوَیرَہ کے قتل کے متعلق دو طرح کی روایتیں ملتی ہیں۔ یہ روایت ہے کہ مالک بن نُوَیرَہ کو قتل کیا گیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس رات اس قدر شدید سردی تھی کہ کوئی چیز اس کی تاب نہیں لاتی تھی۔ جب سردی اَور بڑھنے لگی تو حضرت خالدؓ نے منادی کو حکم دیا۔ اس نے بلند آواز سے کہا کہ أَدْفِئُوا أَسْرَاكُمْ کہ اپنے قیدیوں کو گرم کرو۔ یعنی ان کو سردی سے بچانے کا انتظام کرو لیکن بنوکنانہ میں یہ محاورہ مختلف تھا۔ یہاں کے محاورے میں اس لفظ کے معنی یہ تھے کہ قتل کرو۔ سپاہیوں نے اس لفظ کا مفہوم مقامی محاورے کے اعتبار سے یہ سمجھ لیا کہ ان قیدیوں کے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔ اس پر انہوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ حضرت ضِرار بن اَزْوَر نے مالک کو قتل کیا اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ عبد بن اَزْوَر اَسَدی نے مالک کو قتل کیا تھا۔ مگر کلبی کہتے ہیں ضرار بن ازور نے ان کو قتل کیا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو جب شور وغل سنائی دیا تو وہ اپنے خیمہ سے باہر آئے مگر اس وقت تک سپاہی ان سب قیدیوں کا کام تمام کر چکے تھے۔ اب کیا ہو سکتا تھا۔ انہوں نے کہا اللہ جس کام کو کرنا چاہتا ہے وہ تو بہرحال ہو کر رہتا ہے۔

(تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 274، 273 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

دوسری روایت یہ بھی ہے کہ حضرت خالدؓ نے مالک بن نُوَیرَہ کو اپنے پاس بلایا۔ سَجَاح کا ساتھ دینے اور زکوٰۃ روکنے کے سلسلہ میں اس کو تنبیہ فرمائی اور اسے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ زکوٰۃ نماز کی ساتھی ہے یعنی دونوں ایک جیسے ہی حکم ہیں اور تم نے زکوٰۃ کو دینے سے انکار کر دیا تھا۔ مالک نے کہا تمہارے صاحب کا یہی خیال تھا یعنی بجائے اس کے کہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خیال تھا۔ رسول کے بجائے صاحب یا ساتھی کہہ کر پکارا۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا کیا وہ ہمارے صاحب ہیں۔ تمہارے صاحب نہیں؟ پھر حکم دیا اے ضِرار اس کی گردن اڑا دو۔ پھر اس کی گردن اڑا دی گئی۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم، صفحہ 332، مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

اس کے مرنے کی ایک روایت یہ ہے۔

تواریخ کی روایات کے مطابق اس سلسلہ میں ابوقتادہ نے خالدؓ سے گفتگو کی اور دونوں کے درمیان بحث ہوئی اور ابوقتَادَہؓ حضرت خالدؓ سے اختلاف کرتے ہوئے لشکر کو چھوڑ کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس چلے آئے اور حضرت ابوبکرؓ سے شکایت کی کہ خالدؓ نے مالِک بن نُوَیرَہ کو قتل کروایا ہے جبکہ وہ مسلمان تھا اور پھر اس کی بیوی سے شادی کر لی ہے اور نہ ہی عرب کے لوگ دورانِ جنگ اس طرح کی شادی کو اچھی بات سمجھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے بھی ابوقتادہ کے موقف کی پُرزور حمایت کی۔ (تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 273-274، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

حضرت ابوبکرؓ ابوقتادہؓ سے اس بات پر سخت برہم ہوئے کہ وہ امیر لشکر حضرت خالدؓ کی اجازت کے بغیر لشکر کو چھوڑ کر مدینہ آئے ہیں اور ان کو حکم دیا کہ وہ حضرت خالدؓ کے پاس واپس جائیں۔ چنانچہ ابوقتادہ حضرت خالدؓ کے پاس واپس چلے گئے۔ (تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 273، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

تاریخ طبری میں اس کی مزید تفصیل یوں مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ خالدؓ ایک مسلمان کے خون کا ذمہ دار ہے اور اگر یہ بات ثابت نہ ہو سکے تو اس قدر تو ثابت ہے کہ جس سے ان کو قید کر دیا جائے۔ اس معاملے میں کہ قتل تو بہرحال ہوا ہے حضرت عمرؓ نے بہت اصرار کیا۔ چونکہ حضرت ابوبکرؓ اپنے عُمّال اور فوجی افسران کو کبھی قید نہیں کرتے تھے اس لیے انہوں نے فرمایا اے عمر! اس معاملے میں خاموشی اختیار کرو۔ خالد بن ولیدؓ سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے۔ تم ان کے بارے میں ہرگز کچھ مت کہو اور حضرت ابوبکرؓ نے مالک کا خون بہا ادا کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے خالد کو خط لکھ کر آنے کو کہا۔ وہ آئے اور انہوں نے اس واقعہ کی پوری تفصیل بیان کی اور معذرت چاہی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کی معذرت قبول کی۔

(تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 273، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

ایک روایت میں حضرت خالدؓ کے مدینہ حاضر ہونے کا واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ خالدؓ اس مہم سے پلٹ کر مدینہ آئے اور مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ جب مسجد میں آئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا تم نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا اور پھر اس کی بیوی پر قبضہ کر لیا۔ بخدا میں تم کو سنگسار کروں گا۔ خالدؓ نے اس وقت ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ کا بھی یہی خیال ہے۔ وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس چلے گئے۔ سارا واقعہ سنایا۔ معذرت چاہی اس پر حضرت ابوبکرؓ نے ان کی معذرت قبول فرمائی۔ حضرت ابوبکرؓ کی خوشنودی حاصل کر کے وہ اٹھ آئے۔ حضرت عمر مسجد میں بیٹھے تھے۔ خالد نے کہا: اے ام شَملَہ کے بیٹے! میرے پاس آؤ۔ کیا کہتے ہو۔ حضرت عمرؓ سمجھ گئے کہ حضرت ابوبکرؓ ان سے راضی ہو گئے ہیں جو حضرت خالدؓ اس طرح بات کر کے جا رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ خاموشی سے اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے اور خالدؓ سے کوئی بات نہیں کی۔

(تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 274، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

ایک اَور روایت کے مطابق مالک کا بھائی مُتَمِّم بن نُوَیرَہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس اپنے بھائی کا قصاص لینے آیا اور اس نے درخواست کی کہ ہمارے قیدی رہا کر دیے جائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے قیدیوں کی رہائی کیلئے اس کی درخواست قبول کر لی اور حکم لکھ دیا اور مالک کی دیت ادا کر دی۔ حضرت عمرؓ نے حضرت خالدؓ کے متعلق ابوبکرؓ سے سخت اصرار کیا کہ ان کو برطرف کر دیا جائے اور کہا کہ ان کی تلوار میں بے گناہ مسلمان کا خون ہے مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا عمر! یہ نہیں ہو سکتا۔ میں اس تلوار کو جسے اللہ نے کفار کیلئے نیام سے نکالا ہے پھر نیام میں نہیں رکھوں گا۔

(تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 273، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

جب حضرت ابوبکرؓ نے دیت ادا کر دی تو شریعت کے مطابق انصاف تو پھر قائم ہو گیا اور مزید کارروائی کی ضرورت نہیں تھی اس لیے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اس قصے کو اب بند کرو۔

اس بارے میں مالک بن نُوَیرَہ کا جو قصہ ہے، اس کے قتل کی بابت جو الزام ہے اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں۔ تحفہ اثنا عشریہ ان کی کتاب ہے اس میں لکھتے ہیں کہ دراصل جو واقعہ پیش آیا اس کی تعبیر ان لوگوں نے صحیح بیان نہیں کی اور جب تک صحیح حالات نہ معلوم ہوں اس وقت تک اعتراض کی بے وقعتی ظاہر ہے۔ سیرت و تاریخ کی معتبر کتابوں میں اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ مدعی نبوت طُلَیحَہ بن خُوَیلد اَسَدِی کی مہم سے حضرت خالدؓ جب فارغ ہو کر نواحِ بُطَاح کی طرف متوجہ ہوئے تو اطراف اور جوانب کی طرف فوجی دستے روانہ کیے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور طریقے کے مطابق ان کو ہدایت کی کہ جس قوم، قبیلہ اور گروہ پر چڑھائی کرو وہاں سے اگر تمہیں اذان سنائی دے تو وہاں قتل و غارت گری سے باز رہو۔ اگر اذان سنائی نہ دے تو اسے دارالحرب قرار دے کر پوری فوجی کارروائی کرو۔ اتفاقاً اس دستہ میں جناب ابوقتادہ انصاریؓ بھی تھے جو مالک بن نُوَیرَہ کو پکڑ کر حضرت خالدؓ کے پاس لائے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بُطَاح کی سرداری ملی ہوئی تھی اور اس کے گرد و نواح کے صدقات کی وصولی بھی اسی کے سپرد تھی۔ جناب ابوقتادہؓ نے اذان سننے کی گواہی دی مگر اسی دستے کی ایک جماعت نے کہا کہ ہم نے اذان کی آواز نہیں سنی مگر اس کے پیشتر گرد و نواح کے معتبرین کے ذریعہ یہ بات حتمی اور ثبوتی طور پر معلوم ہو چکی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر مالک بن نُوَیرَہ کے اہل خانہ نے خوب جشن منایا تھا۔ عورتوں نے ہاتھوں میں مہندی رچائی تھی، ڈھول بجائے تھے اور خوب خوب فرحت و شادمانی کا اظہار کیا تھا اور مسلمانوں کی اس مصیبت پر خوش ہوئے تھے۔ پھر مزید ایک بات یہ ہوئی کہ مالک بن نُوَیرَہ سے سوال و جواب کے دوران اس کے منہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایسے الفاظ نکلے جس کے کفار اور مرتدین اپنی گفتگو میں عادی تھے اور استعمال کرتے تھے۔ یعنی قَالَ رَجُلُکُمْ اَوْ صَاحِبُکُمْ کہ تمہارے آدمی یا تمہارے ساتھی نے ایسا کہا۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی منکشف ہو چکی تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر مالک بن نُوَیرَہ نے وصول شدہ صدقات بھی اپنی قوم کو یہ کہہ کر واپس کر دیے تھے کہ اچھا ہوا اس شخص کی موت سے تم نے مصیبت سے چھٹکارا پا لیا۔ ان حالات اور اپنے سامنے اس کی گفتگو کے انداز سے حضرت خالدؓ کو اس کے ارتداد کا یقین ہو گیا اور آپؓ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور جب مدینہ میں اس واقعہ کی اطلاع پہنچی اور پھر جناب ابوقتادہؓ بھی آپؓ سے ناراض ہو کر دارالخلافہ پہنچے اور قصوروار حضرت خالد کو ہی ٹھہرایا۔ تو ابتداءً حضرت عمر فاروقؓ کا یہی خیال تھا کہ خون ناحق ہوا ہے اور قصاص واجب ہے مگر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالدؓ کو طلب فرما کر تفتیش حال کی۔ ان سے پورا واقعہ پوچھا اور حالات و واقعات کا سارا راز آپ پر منکشف ہوا تو آپؓ نے ان کو بے قصور قرار دے کر ان سے کچھ تعارض نہ کیا اور ان کو اسی سابقہ عہدے پر بحال رکھا۔

(تحفہ اثنا عشریہ اردو، صفحہ 517-518، مترجم خلیل الرحمٰن نعمانی دارالاشاعت کراچی 1982ء)

مالک بن نُوَیرَہ کے قتل کے متعلق ایک اور مصنف لکھتے ہیں کہ مالک بن نُوَیرَہ کے سلسلہ کی روایات میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ ان کے بارے میں جو روایات ہیں ان میں بہت اختلاف ہے کہ آیا وہ مظلوم قتل ہوا یا یہ کہ وہ قتل کا مستحق تھا۔

مالک بن نُوَیرَہ کو جس چیز نے ہلاک کیا وہ اس کا کبر اور غرور اور تمرّد تھا۔ جاہلیت اس کے اندر باقی رہی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ رسول کی اطاعت اور بیت المال کے حق زکوٰۃ کی ادائیگی میں ٹال مٹول نہ کرتا۔ یہ لکھتے ہیں کہ میرے تصور کے مطابق یہ شخص سرداری اور قیادت کا شوقین تھا اور ساتھ ہی ساتھ بنوتمیم کے سرداروں میں سے اپنے ان بعض اقارب سے اس کو خلش تھی جنہوں نے اسلامی خلافت کی اطاعت قبول کر لی تھی اور حکومت کے سلسلہ میں اپنے واجبات کو ادا کر دیا تھا۔ جو لوگ خلافت کی اطاعت میں آ گئے تھے اور زکوٰۃ وغیرہ ادا کر رہے تھے ان سے اس کو خلش تھی۔ اس کے اقوال و افعال دونوں ہی اس تصور کی تائید کرتے ہیں۔ اس کا مرتد ہونا اور سَجَاح کا ساتھ دینا، زکوٰۃ کے اونٹوں کو اپنے لوگوں میں تقسیم کر دینا، زکوٰۃ کا ابوبکر کو دینے سے روکنا، تمرُّد و عِصیان کے سلسلہ میں اپنے قرابت دار مسلمانوں کی نصیحتوں کو نہ سننا یہ سب اس پر فرد جرم ثابت کرتے ہیں اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ شخص اسلام کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھا۔ ایک طرف مسلمان کہلاتا تھا، کہلانا چاہتا تھا اور دوسری طرف کفر کے قریب تھا اور اگر مالک بن نُوَیرَہ کے خلاف کوئی حجت و دلیل نہ ہو تو اس کا صرف زکوٰۃ روک لینا ہی اس پر فرد جرم عائد کرنے کیلئے کافی ہے۔ متقدمین کے یہاں یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اس نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تھا۔ ابن عبدالسلام کی کتاب طبقات فُحُولُ الشُّعَرَاء میں ہے کہ یہ متفق علیہ بات ہے کہ خالد نے مالک سے گفتگو کی اور اس کو اس کے موقف سے پھیرنے کی کوشش کی لیکن مالک نے نماز کو تسلیم کیا۔ اس نے کہا نماز تو پڑھ لوں گا اور زکوٰۃ سے اعراض کیا اور شرح مسلم میں امام نَوَوِی مرتدین کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ انہی کے ضمن میں وہ حضرات بھی تھے جو زکوٰۃ کو تسلیم کرتے تھے اور اس کی ادائیگی سے رکے نہیں تھے لیکن ان کے سرداروں نے انہیں اس سے روک

دیا۔ بعض لوگ چاہتے تھے کہ جن پر نمازوں کے ساتھ زکوٰۃ بھی فرض ہے وہ زکوٰۃ ادا کریں لیکن سرداروں نے اسے روک دیا اور ان کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے جیسا کہ بَنُویَرْ بُوع۔ انہوں نے اپنی زکوٰۃ اکٹھی کی اور اس کو ابوبکرؓ کے پاس بھیجنا چاہتے تھے لیکن مالک بن نُوَیْرَہ نے انہیں روک دیا اور ان کی زکوٰۃ کو لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مالک بن نُوَیْرَہ کے معاملے میں پوری تحقیق کی اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ خالد بن ولیدؓ مالک بن نُوَیْرَہ کے قتل کے اتہام میں بری ہیں۔ ابوبکرؓ اس سلسلہ میں حقائقِ امور سے دوسروں کی بہ نسبت زیادہ واقف تھے اور گہری نگاہ رکھتے تھے کیونکہ آپؓ خلیفہ تھے اور تمام خبریں آپؓ کو پہنچتی تھیں اور آپؓ کا ایمان بھی سب پر بھاری تھا۔ خالدؓ کے ساتھ تعامل میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کر رہے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو جو ذمہ داری سونپی اس سے انہیں کبھی معزول نہیں کیا اور اگرچہ ان سے بعض ایسی چیزیں صادر ہوئیں جن سے آپ مطمئن نہ تھے۔ آپ ان کے عذر کو قبول فرماتے اور لوگوں سے فرماتے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خالد کے عذر کو قبول فرماتے اور لوگوں سے فرماتے خالد کو تکلیف مت پہنچاؤ۔ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار پر مسلط کر دیا تھا۔ (ماخوذ سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم، صفحہ 333 تا 334 و 337، مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

پھر ایک اَور اعتراض اسی ضمن میں آگے یہ بھی آتا ہے کہ حضرت خالدؓ نے ام تمیم بنت مِنْہَال سے شادی کی تھی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے متعلق اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپؓ نے دوران جنگ لیلیٰ بنت مِنْہَال سے شادی کی اور عدت گزرنے کا بھی انتظار نہیں کیا۔ اس شادی کے متعلق تاریخ طبری میں ان الفاظ میں ذکر ہے کہ حضرت خالدؓ نے ام تمیم مِنْہَال کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اور زمانہ طہر کو ختم کرنے کیلئے چھوڑ دیا تھا کیونکہ عرب جنگ کے دوران عورتوں سے تعلقات کو برا سمجھتے تھے اور جو ایسا کرتا اسے طعنہ دیتے تھے۔

(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 273، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ جب وہ یعنی لیلیٰ بنت مِنْہَال حلال ہو گئی تو حضرت خالدؓ نے اس سے شادی کی۔

(البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر جلد 3 صفحہ 318 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

علامہ ابن خَلِّکَان لکھتے ہیں کہ ام تمیم نے تین مہینے گزار کر اپنی عدت پوری کی اور پھر حضرت خالدؓ نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا جو اس نے قبول کر لیا۔ (وفیات الاعیان، جزء 5، صفحہ 10، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دراصل یہ قصہ ہی من گھڑت ہے اس لیے کہ کسی مستند اور معتبر کتاب میں اس کی کوئی روایت نہیں ملتی۔ بعض غیر معتبر کتابوں میں یہ روایت ملتی بھی ہے تو اس کا جواب بھی ساتھ ساتھ اسی روایت میں موجود ہے کہ مالک بن نُوَیْرَہ نے اس عورت کو ایک عرصہ سے طلاق دے رکھی تھی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مالک بن نُوَیْرَہ کی بیوی تھی اور اس کو قتل کر کے حضرت خالد بن ولیدؓ نے شادی فوراً کر لی اور اصل میں قتل ہی اس لیے کیا تھا کہ شادی کرنا چاہتے تھے لیکن بہرحال یہ کہتے ہیں کہ مالک بن نُوَیْرَہ نے اس عورت کو ایک عرصہ سے طلاق دے رکھی تھی اور اس نے جاہلیت کی پائیداری میں اسے یوں ہی گھر میں ڈال رکھا تھا۔ اسی رسم جاہلیت کے توڑنے پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں روکے نہ رکھو۔ لہٰذا اس عورت کی عدت تو کب کی پوری ہو چکی تھی اور نکاح حلال ہو چکا تھا۔ (تحفہ اثنا عشریہ مترجم خلیل الرحمان نعمانی، صفحہ 518، دار الاشاعت کراچی 1982ء) کیونکہ اس نے طلاق دے کر صرف اپنے گھر میں رکھا ہوا تھا۔

حضرت خالدؓ کی شادی کے متعلق ایک اَور مصنف لکھتے ہیں کہ ام تمیم کا نام لیلیٰ بنت سِنَان مِنْہَال تھا۔ یہ مالک بن نُوَیْرَہ کی بیوی تھی۔ حضرت خالدؓ کی اس سے شادی سے متعلق بڑا جدال واقع ہوا ہے۔ بڑی لڑائی جھگڑے ہوتے رہے، بڑی بحثیں چلیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے خالد پر اتہام باندھا کہ وہ امِ تمیم کے حسن و جمال پر فریفتہ تھے اور اس سے عشق رکھتے تھے اس لیے صبر نہ کر سکے اور قید میں آتے ہی اس سے شادی کر لی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نعوذ باللہ یہ شادی نہیں بلکہ زنا تھا لیکن یہ قول من گھڑت اور صریح جھوٹ ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ قدیم مراجع مصادر میں اس کی طرف اشارہ تک نہیں ملتا۔ جو بھی روایتیں ہیں یا سورسز (sources) ہیں ان میں کوئی ثبوت نہیں جو ثابت ہو رہا ہو۔

علامہ ماوَردی فرماتے ہیں کہ خالد نے مالک بن نُوَیْرَہ کو اس لیے قتل کیا تھا کہ اس نے زکوٰۃ روک لی تھی جس کی وجہ سے اس کا خون حلال ہو گیا تھا اور اسکی وجہ سے ام تمیم سے اس کا نکاح فاسد ہو گیا تھا اور مرتدین کی عورتوں کے سلسلہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ جب وہ دار الحرب سے جا ملیں تو ان کو قید کیا جائے قتل نہ کیا جائے۔ جیسا کہ امام سَرَخْسِی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب ام تمیم قیدی بن کر آئی تو خالد نے اس کو اپنے لیے منتخب کر لیا اور جب وہ حلال ہو گئی تب اس نے اس سے ازدواجی تعلقات قائم کیے اور شیخ احمد شاکر اس مسئلہ پر تعلیق چڑھاتے ہوئے کہتے ہیں، مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خالدؓ نے ام تمیم اور اس کے بیٹے کو مِلک یمین کے طور پر لیا تھا کیونکہ وہ جنگی قیدی تھیں اور اس طرح کی خواتین کیلئے کوئی عدت نہیں۔ اگر وہ حاملہ ہو تو وضع حمل تک اس کے مالک کا اس کے قریب ہونا حرام ہے۔ اگر حاملہ نہیں ہے تو صرف ایک مرتبہ حیض آنے تک دور رہے گا۔ یہ مشروع اور جائز ہے اس پر طعن و تشنیع کی گنجائش نہیں لیکن خالد کے مخالفین اور دشمنوں نے اس موقع کو اپنے لیے غنیمت سمجھا اور اس زعم باطل میں مبتلا ہوئے کہ مالک بن نُوَیْرَہ مسلمان تھا اور خالد نے اس کو اس کی بیوی کیلئے قتل کر دیا۔ اسی طرح خالد پر یہ اتہام لگایا گیا کہ انہوں نے اس شادی کے ذریعہ سے عرب کے عادات و اطوار کی مخالفت کی ہے۔

چنانچہ عَقَّاد کا کہنا ہے کہ خالدؓ نے مالک بن نُوَیْرَہ کو قتل کر کے اس کی بیوی سے میدانِ قتال میں شادی کی جو جاہلیت اور اسلام میں عربوں کی عادت کے خلاف اور اسی طرح مسلمانوں کی عادات اور اسلامی شریعت کے حکموں کے منافی ہے۔ عَقَّاد کا یہ قول سچائی سے بالکل دور ہے۔ عربوں کے ہاں اسلام سے قبل بہت دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ جنگوں اور دشمنوں پر فتح یابی کے بعد خواتین سے شادیاں کرتے تھے اور انہیں اس پر فخر ہوتا تھا۔ ڈاکٹر علی محمد صلابی اس بارے میں لکھتے ہیں، یہ سارا واقعہ یہی بیان کر رہے ہیں کہ شرعی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو خالد نے ایک جائز کام کیا اور اس کیلئے شرعاً جائز طریقہ اختیار کیا اور یہ فعل تو اس ذات سے بھی ثابت ہے جو خالد سے افضل تھے۔ اگر خالد پر یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے جنگ کے دوران میں یا اس کے فوراً بعد شادی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ مُرَیْسِیع کے فوراً بعد جُوَیرِیہ بنت حارِث سے شادی کر لی تھی اور یہ اپنی قوم کیلئے بڑی بابرکت ثابت ہوئی تھیں کہ اس شادی کی وجہ سے ان کے خاندان کے سو آدمی آزاد کر دیے گئے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی رشتہ میں آ گئے اور اس شادی کے بابرکت اثرات میں سے یہ ہوا کہ ان کے والد حارِث بن ضِرار مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے فوراً بعد صفیہ بنتِ حُیَیّ بنتِ اَخْطَب سے شادی کی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سلسلہ میں اسوہ اور نمونہ موجود ہے تو عتاب اور ملامت کی کوئی وجہ نہیں۔ (سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم، صفحہ 334 تا 336، مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

حضرت خالد بن ولیدؓ کو بلا وجہ اس پر الزام لگایا جائے اس لیے یہ تفصیل میں نے بیان کی ہے کہ بعض کم علم آج کل بھی یہ سوال اٹھاتے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اصل میں یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اس بارے میں صحیح تھے اور حضرت ابوبکرؓ نے نعوذ باللہ انصاف سے کام نہیں لیا اور غلط رنگ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی حمایت کی ہے حالانکہ یہ ساری تفصیلات جو انہوں نے دیکھیں، حضرت ابوبکرؓ نے سارا جائزہ لیا پھر فیصلہ کیا اور اس سارے الزام سے حضرت خالدؓ کو بری فرمایا۔

حضرت خالدؓ کی یمامہ کی طرف روانگی کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ وہ قبیلہ اَسَد، غَطَفَان اور مالک بن نُوَیْرَہ وغیرہ سے فارغ ہو کر یَمَامہ کا رخ کریں اور اس کی بڑی تاکید کر رکھی تھی۔ شریک بن عَبْدَہ فَزَارِی بیان کرتے ہیں۔ میں ان لوگوں میں سے تھا جو معرکہ بُزَاخَہ میں شریک تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؓ نے مجھے خالد کی طرف روانہ کیا۔ میرے ساتھ حضرت خالدؓ کے نام ایک خط تھا جس میں لکھا تھا کہ اَمَّا بَعْد! تمہارے پیغام رساں کے ذریعہ سے تمہارا خط ملا۔ اس میں معرکہ بُزَاخَہ میں اللہ کی فتح اور نصرت کا تم نے ذکر کیا ہے اور اسد و غطفان کے ساتھ جو معاملہ تم نے کیا ہے وہ مذکور ہے اور تم نے تحریر کیا ہے کہ میں یمامہ کی طرف رخ کر رہا ہوں۔ تمہیں میری وصیت ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک سے تقویٰ اختیار کرو اور تمہارے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کے ساتھ نرمی برتو۔ ان کے ساتھ باپ کی طرح پیش آؤ۔ اے خالد! خبردار بَنِی مُغِیرہ کی نخوت و غرور سے بچنا۔ میں نے تمہارے متعلق ان کی بات نہیں مانی ہے جن کی بات میں کبھی نہیں ٹالتا۔ لہٰذا تم جب بنو حنیفہ سے مقابلہ میں اترو تو ہوشیار رہنا۔ یاد رکھو! بنو حنیفہ کی طرح اب تک کسی سے تمہارا مقابلہ نہیں پڑا۔ وہ سب کے سب تمہارے خلاف ہیں اور ان کا ملک بڑا وسیع ہے۔ لہٰذا جب وہاں پہنچو تو بذاتِ خود فوج کی کمان سنبھالو۔ میمنہ پر ایک شخص کو اور میسرہ پر ایک شخص کو اور شہسواروں پر ایک کو مقرر کرو۔ اکابرین صحابہ اور مہاجرین و انصار میں سے جو تمہارے ساتھ ہیں ان سے برابر مشورہ لیتے رہو اور ان کے فضل و مقام کو پہچانو۔ پوری تیاری کے ساتھ میدانِ جنگ میں جب دشمن صف بستہ ہوں تو ان پر ٹوٹ پڑو۔ تیر کے مقابلے میں تیر، نیزے کے مقابلے میں نیزہ، تلوار کے مقابلے میں تلوار۔ ان کے قیدیوں کو تلواروں پر اٹھا لو۔ قتل کے ذریعہ ان میں خوف و ہراس پیدا کرو۔ ان کو آگ میں جھونکو۔ خبردار میری حکم عدولی نہ کرنا۔ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ۔

یہ خط جب خالد کو ملا تو آپؓ نے اس کو پڑھا اور کہا ہم نے سن لیا اور ہم اس کی مکمل فرمانبرداری کریں گے۔ خالد نے مسلمانوں کو اپنے ساتھ تیار کیا اور بنو حنیفہ یعنی مسیلمہ یا جن کی سربراہی مسیلمہ کذاب کر رہا تھا ان سے قتال کیلئے روانہ ہوئے۔ انصار پر ثابت بن قَیس بن شَمَّاس امیر مقرر تھے۔ مرتدین میں سے جن سے راستہ میں واسطہ پڑتا اس کو عبرت ناک سزا دیتے۔ ادھر حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے سے خالد کی حفاظت کیلئے ایک بہت بڑی فوج بہترین اسلحہ سے لیس روانہ کی تاکہ لشکرِ خالد پر کوئی پیچھے سے حملہ آور نہ ہو سکے۔ خالد کا گزر یمامہ کے راستے میں بہت سے بدو قبائل سے ہوا جو مرتد ہو چکے تھے۔ ان سے جنگ کر کے انہیں اسلام کی طرف واپس لائے۔ راستہ میں سَجَاح کی بچی کھچی فوج ملی ان کی خبر لی۔ انہیں قتل کیا اور عبرت ناک سزائیں دیں۔ پھر یمامہ پر حملہ آور ہوئے۔ (سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم صفحہ 353-354 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

جنگ یمامہ کی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ بیان ہو گی۔

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

امت مسلمہ کا بہترین فرد ہونے کیلئے ضروری ہے کہ
نیک عمل کرو اور برائیوں کو چھوڑو، جب اپنے عمل ایسے بناؤ گے
تبھی تم دوسروں کو نیکیوں کا حکم دے سکتے ہو اور برائیوں سے روک سکتے ہو

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6/مئی 2005ء)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہم احمدی مسلمان ہیں ہماری ذمہ داریاں مزید بڑھ جاتی ہیں
کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بہترین امت کہلاتے ہو
اس لئے کہ دوسروں تک تم نیکیوں کا پیغام پہنچاتے ہو

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6/مئی 2005ء)

طالب دعا : محمد پرویز حسین اینڈ فیملی (گوروپالی - ساؤتھ) شانتی نکیتن (جماعت احمدیہ بیر بھوم، بنگال)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اس ظلم سے مُسلمانوں کی رہائی

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے قریش میں بعض نرم دل اور شریف مزاج لوگ بھی تھے۔ یہ لوگ ان مظالم کو دیکھتے تو دل میں کُڑھتے مگر قوم کے متفقہ فیصلہ کے مقابلہ کی تاب نہ رکھتے تھے، اس لیے دل، ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ جاتے آخر خدا کی طرف سے ایسا سامان پیدا ہو گیا کہ انہیں اس معاملہ میں جرأت کے ساتھ قدم اُٹھانے کی ہمت پڑ گئی۔ اسکی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے کہ جب اس بائیکاٹ پر قریباً تین سال کا عرصہ گذر گیا، تو ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب سے فرمایا کہ مجھے خدا نے بتایا ہے کہ ہمارے خلاف جو معاہدہ لکھا گیا تھا اس میں سوائے خدا کے نام کے ساری تحریر مِٹ چکی ہے اور کاغذ کھایا جا چکا ہے۔ ابو طالب فوراً اٹھ کر خانہ کعبہ میں پہنچے جہاں بہت سے رؤسائے قریش مجلس لگائے بیٹھے تھے اور ان کو مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ تمہارا یہ ظالمانہ معاہدہ کب تک چلے گا۔ میرے بھتیجے نے مجھے بتایا ہے کہ خدا نے اس معاہدہ کی ساری تحریر سوائے اپنے نام کے محو کر دی ہے۔ تم ذرا یہ معاہدہ نکالو تا کہ دیکھیں کہ میرے بھتیجے کی یہ بات کہاں تک دُرست ہے بعض دُوسرے لوگوں نے کہا کہ ہاں ہاں! ضرور دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ معاہدہ منگا کر دیکھا گیا تو واقعی وہ سب کِرم خوردہ ہو چکا تھا اور سوائے شروع میں خدا کے نام کے کوئی لفظ پڑھا نہیں جاتا تھا۔ اس پر بعض قریش تو اور بھی زیادہ چمک اُٹھے لیکن وہ جن کے دل میں پہلے سے انصاف اور رحم اور قرابت داری کے جذبات پیدا ہو رہے تھے ان کو اس معاہدہ کے خلاف آواز اٹھانے کا ایک عمدہ موقع ہاتھ آ گیا۔ چنانچہ رؤسائے قریش میں سے ہشام بن عمرو۔ زہیر بن ابی امیہ۔ مطعم بن عدی۔ ابوالبختری اور زمعہ بن اسود نے باہم مل کر یہ تجویز کی کہ اس ظالمانہ اور قطع رحمی کرنے والے معاہدہ کو اب ختم کر دینا چاہئے۔ یہ تجویز کر کے یہ لوگ دوسرے رؤساءِ قریش کی مجلس میں گئے اور ان میں سے ایک نے قریش سے مخاطب ہو کر کہا ’’اے قریش کیا یہ مناسب ہے کہ تم تو مزے کے ساتھ زندگی بسر کرو اور تمہارے بھائی اس طرح مصیبت میں دن کاٹیں۔ یہ معاہدہ ظالمانہ ہے اسے اب منسوخ کر دینا چاہئے۔‘‘ اسکے دُوسرے ساتھیوں نے اسکی تائید کی۔ لیکن ابو جہل بولا: ’’ہرگز نہیں یہ معاہدہ قائم رہے گا اسے کوئی شخص ہاتھ نہیں لگا سکتا۔‘‘ کسی نے جواب دیا ’’نہیں اب یہ قائم نہیں رہ سکتا۔ جب یہ لکھا گیا تھا اس وقت بھی ہم راضی نہ تھے۔‘‘ اسی حیل وحجت میں مطعم بن عدی نے ہاتھ بڑھا کر یہ بوسیدہ دستاویز چاک کر دی اور ابو جہل اور اسکے ساتھی دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔

صحیفہ چاک کرنے کے بعد یہ لوگ ہتھیار لگا کر شعبِ ابی طالب کے دروازہ پر گئے اور تلواروں کے سایہ کے نیچے محصورین کو باہر نکال لائے۔ یہ واقعہ بعثت نبوی کے دسویں سال کا ہے۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اڑھائی تین سال تک محصور رہے کیونکہ جیسا کہ اُوپر بیان ہوا ہے۔ آپؐ بعثت کے ساتویں سال ماہ محرم میں محصور ہوئے تھے۔

شق القمر کا معجزہ

غالباً ابھی آپؐ شعب ابی طالب میں ہی تھے کہ شق القمر کا مشہور معجزہ ظاہر ہوا یعنی بعض کفارِ مکّہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ طلب کیا اور آپؐ نے اُنہیں چاند کے دو ٹکڑے ہو جانے کا معجزہ دکھایا۔ اس واقعہ کا قرآن شریف میں اس طرح ذکر آتا ہے:

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ○ وَاِنۡ يَّرَوۡا اٰيَةً يُّعۡرِضُوۡا وَيَقُوۡلُوۡا سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ○ وَكَذَّبُوۡا وَاتَّبَعُوۡۤا اَهۡوَآءَهُمۡ وَكُلُّ اَمۡرٍ مُّسۡتَقِرٌّ○ وَلَقَدۡ جَآءَهُمۡ مِّنَ الۡاَنۡۢبَآءِ مَا فِيۡهِ مُزۡدَجَرٌ○

’’موعود گھڑی قریب آ گئی ہے اور چاند پھٹ گیا۔ اگر یہ لوگ کوئی نشان دیکھیں تو مُنہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک جادُو ہے اور ایسا جادو ہوتا ہی چلا آیا ہے۔ اُنہوں نے ہمارے رسول کی تکذیب کی اور اپنی حرص و آز کے پیچھے پڑے رہے، حالانکہ ہر بات کا وقت مقرر ہوتا ہے۔ بہر حال ہم نے انہیں ایک ایسی خبر پہنچا دی ہے جس میں ان کیلئے ایک تنبیہہ اور بیداری کا سامان موجود ہے۔‘‘

اور حدیث میں اس معجزہ کا ذکر ان الفاظ میں آتا ہے:

اِنَّ اَهۡلَ مَكَّةَ سَأَلُوۡا رَسُوۡلَ اللهِ ﷺ اَنۡ يُّرِيَهُمۡ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ الۡقَمَرَ شِقَّتَيۡنِ حَتّٰى رَأَوۡ حَرَاأَ بَيۡنَهُمَا ’’یعنی کفّارِ مکّہ نے آپؐ سے کوئی معجزہ طلب کیا جس پر آپؐ نے انہیں چاند کو دو ٹکڑوں میں دکھایا حتی کہ انہیں چاند کا ایک ٹکڑا حراء پہاڑی کے ایک طرف نظر آتا تھا اور دُوسرا دُوسری طرف۔‘‘

اور ایک دُوسری روایت میں جو عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے یہ الفاظ ہیں:

اِنۡشَقَّ الۡقَمَرُ وَنَحۡنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى فَقَالَ اشۡهَدُوۡا ...... فِرۡقَةٌ فَوۡقَ الۡجَبَلِ وَفِرۡقَةٌ دُوۡنَهٗ ’’یعنی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اور گواہ رہو۔ ایک ٹکڑا پہاڑی کے اُوپر کی جانب تھا اور دُوسرا نیچے کی طرف۔‘‘

اسکے علاوہ حدیث اور کتبِ سیرۃ میں شق القمر کے متعلق اور بھی بہت سی روایات ہیں جن میں بعض مزید تفصیلات بھی دی گئی ہیں مگر زیادہ معتبر روایات وہی ہیں جو اُوپر دَرج کر دی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں چونکہ ہمیں اس جگہ اس مسئلے کے متعلق مناظرانہ رنگ میں کوئی بحث کرنا مقصود نہیں اس لیے اس موقع پر صرف مندرجہ بالا روایات کا اندراج کافی ہے؛ البتہ ایک مختصر تشریحی نوٹ اس بات کے متعلق درج کرنا ضروری ہے کہ اس معجزہ کی حقیقت کیا تھی۔ آیا واقعی چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا یا یہ کہ صرف دیکھنے والوں کی نظروں پر ایسا تصرّف ہوا کہ چاند انہیں دو ٹکڑوں میں نظر آیا۔ نیز یہ کہ اس معجزہ کی غرض وغایت کیا تھی؟

سو اسکے متعلق جاننا چاہئے کہ گو خدا کی قدرت کے آگے کوئی بات بھی اَنہونی نہیں اور جو شخص یہ ایمان رکھتا ہے کہ یہ سارا عالم خدا کے دستِ قدرت سے عالمِ وجود میں آیا ہے وہ اس بات کے ماننے میں ایک لمحہ کیلئے بھی تأمل نہیں کر سکتا کہ اگر خدا چاہے تو اپنے ایک اشارہ سے اس کے سارے تار و پود کو ملیا میٹ کر کے رکھ دے مگر جہاں تک واقعہ کا تعلق ہے ثابت شدہ بات یہی ہے کہ چاند حقیقتاً دو ٹکڑے نہیں ہوا بلکہ خدائی تصرف کے ماتحت صرف دیکھنے والوں کو دو ٹکڑوں میں نظر آیا تھا اور یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں کیونکہ جب کہ ایک مشّاق انسان اپنی قوت ارادی یعنی ہپنوٹزم کے زور سے دوسروں کو ایک مرئی چیز اپنی غیر اصلی صورت میں دکھا سکتا ہے تو خدا کی قدرت اور اس کے رسول کی رُوحانی طاقت کے آگے تو یہ بات کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی کہ اس وقت دیکھنے والوں کی آنکھوں پر ایسا تصرف ہوا ہو کہ انہیں چاند دو ٹکڑوں میں پھٹا نظر آیا ہو۔ بہر حال ہمارے نزدیک اصل حقیقت یہی ہے کہ چاند حقیقۃً دو ٹکڑے نہیں ہوا تھا بلکہ صرف دیکھنے والوں کو دو ٹکڑوں میں نظر آیا تھا اور اگر غور کیا جاوے تو حدیث کے الفاظ بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ ایک تصرفِ الٰہی تھا جو دیکھنے والوں کی نظروں پر کیا گیا اور اکثر محققین نے اسی تشریح کو صحیح قرار دیا ہے لیکن اگر بالفرض اس معجزہ کو اس کی ظاہری صورت میں بھی قبول کیا جائے تو پھر بھی ہرگز جائے اعتراض نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قُدرتیں لامحدود ہیں جن کی معمولی وسعت تک بھی انسان کی نظر نہیں پہنچ سکتی۔ ابھی 1928ء کا واقعہ ہے کہ جنوبی امریکہ کے ملک لاپلاٹا میں ایک ستارہ دو ٹکڑے ہوتا دیکھا گیا۔ اس ستارے کا نام نووا پکٹورس (Nova Pictoris) تھا۔ جنوبی امریکہ کی سب سے بڑی رصدگاہ واقع جونس برگ نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی ہے اور سائنسدان کہتے ہیں کہ اس بات کا امکان ہے کہ اس سے پہلے بھی کوئی آسمانی ستارہ دو ٹکڑے ہو گیا ہو۔ پس کوئی تعجب نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خدائی تصرّف کے ماتحت چاند میں سے کوئی ٹکڑا الگ ہو گیا ہو یا چاند دو ٹکڑے ہو کر پھر مِل گیا ہو اور کوئی سائنسدان اس پر اعتراض نہیں کر سکتا لیکن حقیقت وہی ہے جو اُوپر بیان کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

اب رہا دُوسرا سوال کہ اس معجزہ کی غرض وغایت کیا تھی اور دراصل اس بحث میں یہی اصل اور اہم سوال ہے کیونکہ اسی سے اس معجزہ کی حقیقت اور شان ظاہر ہو سکتی ہے۔ سو اسکے متعلق جاننا چاہئے کہ دراصل علم تعبیرِ رؤیا میں چاند سے حکومت و بادشاہ مُراد ہوتے ہیں۔ خواہ وہ عادل وانصاف پسند ہوں یا کہ ظالم و جابر اور اس تاویل کی متعدد مثالیں تاریخ میں مِلتی ہیں، چنانچہ ہم آگے چل کر دیکھیں گے کہ جب خیبر کے یہودی رئیس حُیَیّ بن اخطب کی لڑکی صفیہ نے یہ خواب دیکھا کہ چاند اس کی گود میں آ گرا ہے تو اس کے باپ نے اس کی یہی تعبیر کی تھی کہ صفیہ کسی دن عربوں کے بادشاہ کے عقد میں آئے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فتح خیبر کے بعد صفیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئی۔ اسی طرح جب حضرت عائشہ نے خواب دیکھا کہ ان کے حجرے میں تین چاند آ گرے ہیں تو واقعات نے اس خواب کی یہی تعبیر ثابت کی کہ اس سے اُن کے حجرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا دفن ہونا مراد ہے۔ اس صورت میں گویا کفار مکّہ کو چاند کے دو ٹکڑے ہو جانے کا معجزہ دکھانے میں یہ اشارہ تھا کہ اب تمہاری حکومت کا خاتمہ ہونے والا ہے اور اسکی جگہ اسلامی حکومت قائم ہو گی۔ گویا جب کفّار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو خدا تعالیٰ نے ان کی نظروں میں چاند کو دو ٹکڑے کر کے زبانِ حال سے بتا دیا کہ تم معجزہ مانگتے ہو اور یہاں تمہاری موت کی گھنٹی بج رہی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف نے اس معجزہ کے بیان کے ساتھ جو اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ (یعنی تمہاری قیامت قریب آ گئی ہے) کے الفاظ استعمال کئے ہیں ان میں بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ گویا جب کفّار نے معجزہ مانگا تو انہیں جواب میں شق القمر کا معجزہ دکھا کر یہ بتایا گیا کہ اب تمہاری حکومت کا خاتمہ ہو کر محمد رسول اللہ کی حکومت کا دَور دَورہ شروع ہونے والا ہے جو آپؐ کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہو گا اور چونکہ کفار اپنی روایات کی بنا پر اس اشارے کو سمجھتے تھے وہ بے اختیار ہو کر بول اُٹھے کہ سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ یعنی اے محمد! اگر تمہاری موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے ایسا ہو گیا تو پھر یہ ایک بڑا پکّا جادو ہو گا۔ الغرض شق القمر کے معجزہ میں اصل غرض و غایت یہی تھی کہ کفّارِ مکہ کو بتایا جائے کہ اب تمہاری حکومت کا خاتمہ ہے۔ اسی تشریح کے ساتھ شق ایک عظیم الشان معجزہ قرار پاتا ہے، ورنہ محض ظاہر میں بے نتیجہ طور پر چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا گو علمِ ہیئت کی رُو سے ایک عجوبہ ہو مگر رُوحانی رنگ میں اس کا کوئی وزن نہیں۔ اسی لیے گذشتہ علماء میں سے بھی امام غزالی اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جیسے محققین نے یہی خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ صرف ایک خدائی تصرف تھا جس کے ماتحت کفّار کو چاند دو ٹکڑوں میں ہو کر نظر آیا، وَرنہ حقیقت میں چاند دو ٹکڑے نہیں ہوا تھا۔ اور جب حقیقۃً چاند دو ٹکڑے نہیں ہوا بلکہ صرف دیکھنے والوں کو ایسا دکھائی دیا تو لامحالہ اس میں کوئی خاص حکمت ہو گی اور وہ حکمت وہی تھی جو ہم نے اُوپر بیان کی ہے۔ واللہ اعلم۔ شق القمر کا معجزہ ہجرت سے قریباً پانچ سال قبل 9 نبوی میں ہوا تھا۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ، صفحہ 167 تا 171، مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(611) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام تمام گذشتہ مشہور بزرگانِ اسلام کا نام ادب سے لیتے تھے اور ان کی عزت کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص کسی پر اعتراض کرتا کہ فلاں شخص کی بابت لکھا ہے کہ انہوں نے یہ بات کہی ہے یا ایسا فعل کیا ہے تو فرمایا کرتے کہ ’’اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ‘‘ ہمیں کیا معلوم کہ اصلیت کیا ہے اور اس میں کیا سر تھا۔ یہ لوگ اپنے زمانے کے بڑے بزرگ ہوئے ہیں۔ ان کے حق میں اعتراض یا سوءِ ادبی نہیں کرنی چاہئے۔ حضرت جنیدؒ۔ حضرت شبلی۔ حضرت بایزید بسطامی۔ حضرت ابراہیم ادھم۔ حضرت ذوالنون مصری۔ چاروں ائمہ فقہ۔ حضرت منصور۔ حضرت ابوالحسن خرقانی وغیرھم صوفیاء کے نام بڑی عزت سے لیتے تھے اور بعض دفعہ ان کے اقوال یا حال بھی بیان فرمایا کرتے تھے۔ حال کے زمانہ کے لوگوں میں آپ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کو بزرگ سمجھتے تھے۔ اسی طرح آپ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی۔ حضرت مجدد سرہندی۔ سیّد احمد صاحب بریلوی اور مولوی اسمٰعیل صاحب شہید کو اہل اللہ اور بزرگ سمجھتے تھے مگر سب سے زیادہ سید عبدالقادر صاحب جیلانی کا ذکر فرماتے تھے اور ان کے مقالات بیان کیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طریق تھا کہ اگر کسی گذشتہ بزرگ کا کوئی قول یا فعل آپ کی رائے اور تحقیق کے خلاف بھی ہو تو پھر بھی اس وجہ سے کسی بزرگ پر اعتراض نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر انہوں نے اپنے زمانہ کے لحاظ سے کوئی بات کہی ہے یا کسی معاملہ میں انہیں غلطی لگی ہے تو اس کی وجہ سے ان کی بزرگی میں فرق نہیں آتا اور بہرحال ان کا ادب ملحوظ رکھنا چاہئے۔

(612) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مَیں قادیان گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میاں نور محمد! تم قادیان میں رہا کرو اور قرآن شریف پڑھا کرو۔ تمہارے کام کیلئے ہم ایک آدمی نوکر رکھ دیتے ہیں کیونکہ اس زمانہ میں ایک روپیہ ماہوار پر زمیندارہ کیلئے آدمی مل سکتا تھا۔ مَیں نے جواباً عرض کیا کہ حضور مَیں اپنے والد صاحب سے پوچھ کر عرض کروں گا۔ بعد ازاں میں نے والد صاحب سے اس امر کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ مَیں خود حضرت صاحب سے اس بارہ میں بات کروں گا۔ چنانچہ والد صاحب حضرت صاحب سے ملے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ شیخ صاحب ہم نے آپ کے بیٹے کو یہاں رہنے کیلئے کہا ہے کیونکہ میاں حامد علی کے والد نے بھی ان کو یہاں ہی چھوڑ دیا ہے۔ والد صاحب نے عرض کیا کہ جناب جس مکان میں چھ سات چراغ جل رہے ہوں اگر وہاں سے ایک اٹھا لیا جائے تو روشنی میں کوئی خاص کمی واقع نہ ہوگی اور جس گھر میں فقط ایک چراغ ہو اور اس کو اٹھا دیا جائے تو بالکل اندھیرا ہو جائے گا۔ اس طرح میرے والد صاحب نے ہنس کر بات ٹال دی کیونکہ میاں حامد علی کے پانچ چھ بھائی تھے اور مَیں گھر میں والد کا ایک ہی بیٹا تھا لیکن مجھ کو اس بات پر سخت افسوس ہوا اور اب تک ہے کہ والد صاحب نے حضرت کی بات کو قبول کیوں نہ کر لیا اور مجھے اس موقعہ سے مستفید کیوں نہ ہونے دیا۔

(614) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے زمانہ کے جس قدر آدمی ہیں سب کو حضور علیہ السلام سے اپنے اپنے طریق کے مطابق محبت تھی اور ہے مگر جس قدر ادب و محبت حضور سے حضرت خلیفہ اوّلؓ کو تھا اسکی نظیر تلاش کرنی مشکل ہے چنانچہ ایک دن مَیں حضرت مولوی صاحب کے پاس بیٹھا تھا۔ وہاں ذکر ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی دوست کو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی احمدی سے کرنے کو ارشاد فرمایا مگر یہ کہ وہ دوست راضی نہ ہوا۔ اتفاقاً اس وقت مرحومہ امۃ الحیٔ صاحبہ بھی جو اس وقت بہت چھوٹی تھیں کھیلتی ہوئی سامنے آ گئیں۔ حضرت مولوی صاحب اس دوست کا ذکر سُن کر جوش سے فرمانے لگے کہ مجھے تو اگر مرزا کہے کہ اپنی اس لڑکی کو نہالی (نہالی ایک مہترانی تھی جو حضرت صاحب کے گھر میں کماتی تھی) کے لڑکے کو دیدو تو مَیں بغیر کسی انقباض کے فوراً دے دونگا۔ یہ کلمہ سخت عشق و محبت کا تھا مگر نتیجہ دیکھ لیں کہ بالآخر وہی لڑکی حضور علیہ السلام کی بہو بنی اور اِس شخص کی زوجیت میں آئی جو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حسن و احسان میں نظیر ہے۔

(615) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جب دنیا پر اسلام کا غلبہ ہوگا تو یہ نہیں ہوگا کہ سب دُنیا مسلمان ہو جائے گی اور دیگر مذاہب معدوم ہو جائیں گے بلکہ یہ ہوگا کہ دوسرے لوگ اس طرح رہ جائیں گے جیسے آجکل چوہڑے یا چمار یا سانسی وغیرہ ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ عظیم الشان تغیّر احمدیت کی ترقی کے ساتھ وابستہ ہے اور ایک دن ایسا تغیر ہو کر رہے گا۔ یعنی دنیا کی موجودہ تہذیب مٹ جائے گی اور موجودہ حکومتیں خاک میں مل جائیں گی اور اللہ تعالیٰ احمدیت کے ذریعہ دنیا میں ایک نئے زمین و آسمان کی بنیاد رکھے گا۔ اس وقت ظاہری اسباب کے ماتحت یہ باتیں عجیب نظر آتی ہیں۔ مگر ان کیلئے آسمان پر خدائی چکّی حرکت میں ہے اور فرشتوں کی فوج انقلاب کا بیج بونے میں مصروف ہے۔ یہ انقلاب کس طرح آئے گا؟ اس کا علم صرف خدا کو ہے مگر وہ آئے گا ضرور کیونکہ ’’قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا۔‘‘

ہاں جہاں تک مَیں سمجھتا ہوں وہ یوں ہوگا کہ ایک طرف تو خدا تعالیٰ خود موجودہ مغربی تہذیب میں تباہی کا بیج پیدا کر دے گا اور موجودہ حکومتوں کو ایک دوسرے کے خلاف اُٹھنے کیلئے اُبھارے گا جس سے وہ اور ان کی تہذیب اپنی ہی پیدا کی ہوئی آگ میں بھسم ہو جائیں گے اور دوسری طرف خدا احمدیت کے پودے کو درجہ بدرجہ مضبوط کرتا جائے گا تا کہ جب پُرانے آثار مٹیں تو احمدیت کی عمارت اسکی جگہ لینے کیلئے تیار ہو۔ مگر یہ درمیانی عرصہ احمدیت کیلئے پھولوں کی سیج نہیں ہے بلکہ کانٹوں اور پتھروں کی سلوں کا رستہ ہے اور منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے جنگلوں اور پُر خطر وادیوں اور خون کی ندیوں میں سے ہو کر گزرنا پڑے گا مگر انجام بہرحال وہی ہے کہ ’’قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا۔‘‘

(616) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ موت انسان کی ترقی کیلئے لابدی ہے اور انسان کا اس دُنیا سے رخصت ہونا ایسا ہے جیسے کہ لڑکی کا ماں باپ سے جدا ہو کر خاوند کے گھر جانا۔ جس طرح لڑکی کا خداداد جوہر اور کمال (یعنی اولاد پیدا کرنا) بغیر ماں باپ کے ہاں سے چلے جانے کے ظاہر نہیں ہوسکتا اسی طرح انسان کا حقیقی کمال اور جوہر بھی اس وقت تک ظاہر نہیں ہوسکتا جب تک وہ موت کے راستہ سے اس دنیا سے جُدا نہ ہو۔

(618) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ دسمبر 1907ء میں آریہ سماج لاہور کا ایک جلسہ تھا جس میں جمیع مذاہب سے خواہش کی گئی تھی کہ وہ اس مضمون پر تقریر کریں کہ کیا دُنیا میں کوئی الہامی کتاب ہے؟ اگر ہے تو کونسی ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ بھی اس جلسہ کے واسطے مضمون لکھوا رہے تھے اور غلام محمد صاحب احمدی کاتب کو امرتسر سے بلوایا تھا۔ وہ گھر پر مضمون لکھ رہا تھا۔ آپ نماز جمعہ کے واسطے اس مکان میں تشریف لائے جس میں آج کل حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم. اے (یعنی خاکسار مؤلف) سکونت رکھتے ہیں۔ سید محمد احسن صاحب امام الصلوٰۃ تھے۔ حضرت صاحب نے خصوصیّت سے کہلا بھیجا تھا کہ خطبہ مختصر ہو کیونکہ ہم مضمون لکھوا رہے ہیں اور کاتب لکھ رہا ہے۔ وقت تھوڑا باقی ہے۔ وہ مضمون غالباً یکم یا 2 دسمبر 1907ء کو سنایا جانا تھا اور اغلباً اس دن 28 یا 29 نومبر 1907ء کی تاریخ تھی مگر سیّد صاحب نے باوجود حضرت اقدس کے صریح ارشاد کے خطبہ اس قدر لمبا پڑھا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّلؓ کافی عرصہ بعد مسجد اقصےٰ تشریف لے گئے اور وہاں نماز جمعہ پڑھانے کے بعد واپس بھی تشریف لے آئے مگر سیّد صاحب کا خطبہ ابھی جاری تھا۔ خطبہ میں دو امور کا ذکر تھا۔ ایک حضرت مسیح ناصری کے حواریوں کے مائدہ مانگنے کا ذکر تھا اور یہ کہ ہمارے امام کے ساتھ بھی مائدہ یعنی لنگر خانہ ہے اور نیز اس سے رُوحانی غذا بھی مراد ہے۔ دوم قدرتِ ثانیہ کے بارہ میں تذکرہ تھا۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت تحمل سے وہ خطبہ سنتے رہے باوجود اس کے کہ آپ کو نہایت ضروری کام درپیش تھا مگر حضرت کی پیشانی پر کوئی بَل نظر نہ آیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری ایام میں نماز جمعہ دو جگہ ہوتی تھی ایک مسجد مبارک میں جس میں حضرت صاحب خود شریک ہوتے تھے اور امام الصلوٰۃ مولوی سیّد محمد احسن صاحب یا مولوی سیّد سرور شاہ صاحب ہوتے تھے اور دوسرے مسجد اقصیٰ میں جس میں حضرت خلیفہ اولؓ امام ہوتے تھے۔ دو جمعوں کی وجہ یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود بوجہ طبیعت کی خرابی کے عموماً مسجد اقصیٰ میں تشریف نہیں لے جاسکتے تھے اور مسجد مبارک چونکہ بہت تنگ تھی اس لئے اس میں سارے نمازی سما نہیں سکتے تھے لہٰذا دو جگہ جمعہ ہوتا تھا۔ واقعہ مندرجہ روایت مذکورہ بالا ان دنوں کا ہے جبکہ مسجد مبارک میں توسیع کیلئے عمارت لگی ہوئی تھی۔ ان ایام میں مسجد مبارک والا جمعہ میرے موجودہ مکان کے جنوبی دالان میں ہوا کرتا تھا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی صاحب نے جو بیان کیا ہے کہ حضرت صاحب مضمون لکھوا رہے تھے اس سے یہ مراد نہیں کہ کسی شخص کو پاس بٹھا کر املا کروا رہے تھے بلکہ غرض یہ ہے کہ حضور لکھ لکھ کر کاتب کو دے رہے تھے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی قابلِ تشریح ہے کہ قاضی صاحب نے جو یہ بیان کیا ہے کہ مولوی محمد احسن صاحب نے دانستہ ایسا کیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ چونکہ مولوی صاحب کو بات کے لمبا کرنے کی عادت تھی اس لئے باوجود حضرت صاحب کے ارشاد کے وہ اس رَو سے بچ نہیں سکے۔

(619) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعودؑ سیالکوٹ تشریف لے جا رہے تھے تو راستہ میں خاکسار کو ملنے کا موقعہ نہ ملا کیونکہ خاکسار گورداسپور سے جا رہا تھا اور حضور قادیان سے روانہ ہو کر بٹالہ سے گاڑی پر سوار ہوئے تھے۔ مَیں نے لاہور پہنچ کر مولوی محمد علی صاحب سے ذکر کیا کہ مجھے بٹالہ سے لاہور تک حضرت کو بوجہ ہجوم خلقت کے ملنے کا موقعہ نصیب نہیں ہوا لیکن سیالکوٹ سے دو سٹیشن ورے مجھے ہجوم کم نظر آیا۔ چنانچہ مَیں اپنے کمرے سے بھاگتا ہوا حضرت کے کمرہ کے پاس پہنچ گیا۔ حضرت مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا میاں عبدالعزیز آپ بھی پہنچ گئے۔ سیالکوٹ پہنچ کر حضور نے میر حامد شاہ صاحب مرحوم کے مکان پر قیام فرمایا اور منتظمین کو بلا کر فرمایا کہ منشی اروڑا خانصاحب اور میاں عبدالعزیز کو رہائش کیلئے ایک الگ جگہ دو اور ان کا اچھی طرح سے خیال رکھنا کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ادنیٰ سے ادنیٰ خدام کا بھی کتنا خیال رکھتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ اس سفر کا ذکر معلوم ہوتا ہے جو حضرت صاحب نے 1904ء میں کیا تھا۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا　اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE

(SINCE 1964) ﴿ہمارا عزم صاف ستھرا کاروبار﴾

قادیان دارالامان میں گھر، فلیٹس اور بلڈنگ کی عمدہ اور مناسب قیمت پر تعمیر کیلئے رابطہ کریں، اسی طرح قادیان دارالامان میں مناسب قیمت پر بنے بنائے نئے اور پرانے مکان/فلیٹس اور زمین کی خرید اور renovation کیلئے رابطہ کریں۔

(PROP: TAHIR AHMAD ASIF)

contact no. : 87279-41071, 83603-14884, 75298-44681

e mail : hussainconstructionsqadian@gmail.com

HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE

روزہ کی حالت میں ہر قسم کا انجیکشن خواہ وہ Intramuscular ہو یا Intravenous ہولگوانا منع ہے

اور اگر کسی احمدی کو کورونا ویکسین کی Appointment رمضان میں ملتی ہے تو

اسلام نے جو رخصت دی ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ انجیکشن والے دن روزہ نہ رکھے اور رمضان کے بعد اس روزہ کو پورا کرلے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 34)

سوال ایک خاتون نے سورۃ النور کی ایک آیت کی خود تشریح کر کے اسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کر کے اس بارے میں راہنمائی چاہی نیز پوچھا کہ کیا ایسا کرنے کی اجازت ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 10/مارچ 2021ء میں اس بارے میں درج ذیل راہنمائی فرمائی:

جواب آپ نے اس آیت کی جو تشریح کی ہے، اچھی ہے۔ اور آپ کی تشریح میں بیان تقریباً ساری باتیں جماعتی لٹریچر میں بھی موجود ہیں۔ ایک آدھ بات آپ نے زائد بیان کی ہے۔ مثلاً یہ کہ زیتون کا تیل 550 ڈگری پر جلتا ہے اس لیے اس کے دیے کے گرنے سے آگ نہیں بھڑکتی۔ شاید یہ بھی جماعتی لٹریچر میں کسی جگہ بیان ہوئی ہے لیکن میری نظر سے نہیں گزری۔

باقی جہاں تک قرآن کریم کی تفسیر کرنے کی بات ہے تو اس کیلئے بنیادی طور پر قرآن کریم میں بیان تعلیمات، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا وسیع اور گہرا علم ہونا ضروری ہے۔ اس کے بعد انسان قرآن کریم کی تفسیر بیان کرنے کا اہل ہوسکتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر القرآن کے جو اصول بیان فرمائے ہیں، انہیں مختصراً میں آپ کے استفادہ کیلئے یہاں درج کر رہا ہوں۔

حضورؓ نے ایک رؤیا کی بنا پر قرآن کریم کی تفسیر کے تین اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا: جب تم میں کسی آیت کے مفہوم کے متعلق اختلاف پیدا ہو جائے تو تم قرآن کریم کی دوسری آیتوں پر غور کیا کرو کہ وہ کن معنوں کی تائید کرتی ہیں۔ اگر آیات نہ ملیں تو احادیث نبوی میں اسکا مفہوم تلاش کرو اور اگر احادیث نبوی سے بھی تمہیں اسکے معنی نہ ملیں تو کسی ملہم کے کلام اور اس کی تشریحات کی طرف دیکھو کیونکہ خدا تعالیٰ سے تازہ روشنی اور الہام پانے کی وجہ سے اس کا ذہن منور ہو جاتا ہے۔ (ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 21/نومبر 1947ء، مطبوعہ خطبات محمود، جلد 28)

حضورؓ اپنی تصنیف ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے'' میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ اصول تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے۔ قرآن کریم پر غور کرے اور اس بات کو مدنظر رکھے کہ اس کا ہر ایک لفظ ترتیب سے رکھا گیا ہے۔ اس کا کوئی لفظ بے مقصد نہیں ہے۔ اس کا کوئی لفظ بے معنی نہیں ہے۔ قرآن کریم اپنے ہر دعویٰ کی دلیل خود بیان کرتا ہے۔ قرآن کریم اپنی تفسیر آپ کرتا ہے۔ قرآن کریم میں تکرار نہیں ہے۔ قرآن کریم میں محض قصے نہیں ہیں۔ قرآن کریم کا کوئی حصہ منسوخ نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کی سنت میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔ عربی زبان کے الفاظ مترادف نہیں ہوتے بلکہ اسکے حروف بھی اپنے اندر مطالب رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کی سورتیں بمنزلہ اعضائے انسانی ہیں جو ایک دوسرے سے مل کر اور ایک دوسرے کے مقابل پر اپنے کمال ظاہر کرتی ہیں۔ (ماخوذ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے، انوار العلوم، جلد 10، صفحہ 157 تا 159)

یہ زرّیں اصول مدنظر رکھ کر آپ اگر سمجھتی ہیں کہ آپ قرآن کریم کی تشریح کا حق ادا کرسکتی ہیں تو ضرور لکھا کریں اور لکھ کر بے شک مجھے بھیج دیا کریں اور ویسے بھی قرآن کریم کسی ایک طبقہ کی ملکیت اور میراث نہیں ہے بلکہ یہ تمام بنی نوع انسان کیلئے ہدایت اور راہنمائی کا سرچشمہ ہے اور ہر طبقہ اور ہر درجہ کا انسان اپنی اپنی استعداد اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملنے والے علوم قرآن کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پانچواں اصولی علم جو آپؑ کو دیا گیا ہے یہ ہے کہ قرآن ذوالمعانی ہے اس کے کئی بطون ہیں۔ اس کو جس عقل اور جس فہم کے آدمی پڑھیں اس میں ان کی سمجھ اور ان کی استعداد کے مطابق سچی تعلیم موجود ہے گویا الفاظ ایک ہیں لیکن مطالب متعدد ہیں اگر معمولی عقل کا آدمی پڑھے تو وہ اس میں ایسی موٹی موٹی تعلیم دیکھے گا جس کا ماننا اور سمجھنا اس کیلئے کچھ بھی مشکل نہ ہوگا اور اگر متوسط درجہ کے علم کا آدمی اس کو پڑھے گا تو وہ اپنے علم کے مطابق اس میں مضمون پائے گا اور اگر اعلیٰ درجہ کے علم کا آدمی اس کو پڑھے گا تو وہ اپنے علم کے مطابق اس میں علم پائے گا۔ غرض یہ نہ ہوگا کہ کم علم لوگ اس کتاب کا سمجھنا اپنی عقل سے بالا پائیں یا اعلیٰ درجہ کے علم کے لوگ اس کو ایک سادہ کتاب پائیں اور اس میں اپنی دلچسپی اور علمی ترقی کا سامان نہ دیکھیں۔''

(دعوۃ الامیر، انوار العلوم، جلد 7، صفحہ 513)

سوال ایک غیر از جماعت عرب خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ میں نے ابھی بیعت نہیں کی کیونکہ ڈرتی ہوں کہ شاید شرائط بیعت کو پورا نہ کرسکوں۔ لیکن کیا میں اپنی سہیلیوں کو تبلیغ کر سکتی ہوں؟ نیز اس خاتون نے آسمانی بروج کے بارے میں راہنمائی چاہی اور پوچھا ہے کہ کیا یہ کہنا درست ہے کہ میرا فلاں برج ہے؟ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو شمس و نجوم کی تاثیرات کا ذکر فرمایا ہے اسکی کیا حقیقت ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 13/مارچ 2021ء میں اس بارے میں درج ذیل ارشادات فرمائے:

جواب اللہ تعالیٰ کے قرب کو پانے کیلئے مجاہدہ اور دعا لازمی شرط ہے۔ کسی نیکی کو پانے کیلئے صرف ارادہ کافی نہیں عمل بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جب اپنی سچی راہ دکھا دی ہے تو اب آپ کا کام ہے کہ دعا اور مجاہدہ کے ساتھ اس کا قرب پانے کی کوشش کریں۔ جب ایسا کریں گی تو اللہ تعالیٰ آپ کیلئے اپنے فضل سے اور بھی آسانیاں پیدا فرما دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل ہے اسے وہی طے کر سکتا ہے جو بالکل خدا کی مرضی پر چلے۔ جو وہ چاہے وہ کرے اپنی مرضی نہ کرے۔ بناوٹ سے کوئی حاصل کرنا چاہے تو ہرگز نہ ہوگا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے فضل کی ضرورت ہے اور وہ اسی طرح سے ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تو دعا کرے اور ایک طرف کوشش کرتا رہے۔ خدا تعالیٰ نے دعا اور کوشش دونوں کی تاکید فرمائی ہے۔ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ میں تو دعا کی تاکید فرمائی ہے اور وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا میں کوشش کی۔ جب تک تقویٰ نہ ہوگا اولیاء الرحمٰن میں ہرگز داخل نہ ہوگا اور جب تک یہ نہ ہوگا حقائق اور معارف ہرگز نہ کھلیں گے۔''

(البدر، جلد 3 نمبر 2، مورخہ 8/جنوری 1904ء، صفحہ 3)

خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے والے انعامات کے شکرانہ کا ایک طریق یہ ہے کہ ان انعامات میں دوسروں کو بھی شریک کیا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کی جو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔ اب آپ بھی جس طرح بہتر سمجھیں اپنی سہیلیوں کو اس سچی راہ کی تبلیغ کر کے اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکر ادا کرسکتی ہیں۔

آسمانی برجوں کا قرآن میں مختلف جگہوں پر ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَلَقَدۡ جَعَلۡنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا (الحجر: 17) اور یقیناً ہم نے آسمان میں (ستاروں کی) کئی منزلیں بنائی ہیں۔ پھر فرمایا: تَبٰرَکَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا (الفرقان: 62) یعنی برکت والی ہے وہ ہستی جس نے آسمان میں ستاروں کے ٹھہرنے کے مقام بنائے ہیں۔ پھر فرمایا: وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ (البروج: 2) یعنی میں برجوں والے آسمان کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے سورج، چاند، کواکب اور نجوم وغیرہ اجرام فلکی کا بھی قرآن کریم میں بکثرت ذکر فرمایا ہے۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان اجرام فلکی کا ذکر مختلف معنوں میں ملتا ہے۔ چنانچہ احادیث میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ قیصر روم ہرقل (جو علم النجوم کا بہت بڑا ماہر تھا) نے ستاروں کی نقل وحرکت سے اندازہ لگا لیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوچکی ہے یا آپ کی بعثت کا زمانہ قریب ہے۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الوحی) پھر حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ ستارے آسمان کی زینت کیلئے، شیاطین کو مارنے کیلئے اور راستہ معلوم کرنے کیلئے علامت کے طور پر بنائے گئے ہیں اور جس نے اس سے ہٹ کر ان کی کوئی اور تاویل کی تو اس نے غلطی کی اور ایک ایسی چیز کے درپے ہوا جسکا اسے کوئی علم نہیں۔ (صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب فی النجوم) اسی طرح فرمایا: جس نے نجوم کے ذریعہ سے کچھ سیکھا اس نے جادو کا ایک حصہ پایا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی النجوم) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ سورج اور چاند کے گرہن کا کسی کی موت وحیات سے کوئی تعلق نہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ بَاب الصَّلَاۃِ فِی کُسُوفِ الشَّمۡسِ) لیکن سورج اور چاند کے گرہنوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مہدی کے مبعوث ہونے کے دو بے مثل نشان قرار دیے، جو اپنے وقت پر پوری شان کے ساتھ پورے ہوئے اور مسیح محمدی کی صداقت پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر گئے۔

(سنن دار قطنی، کتاب العیدین، باب صِفَۃِ صَلَاۃِ الۡخُسُوفِ وَالۡکُسُوفِ وَھَیۡئَتِہِمَا)

قرآن وحدیث کی ان تعلیمات کی روشنی میں علمائے امت اجرام فلکی کی خدائی مشیت کے بغیر از خود زمینی حوادث پر اثر ڈالنے کی تاثیرات کے عقیدہ کو شرک قرار دیتے ہیں۔ نیز ان اجرام فلکی کی حرکات وسکنات سے غیب کی خبریں معلوم کرنے کے نظریہ کو شیطانی اور گناہ کبیرہ قرار دیتے ہیں۔ تاہم ان کی رفتار وحرکات کے ذریعہ وقت اور زمانہ کے تعین اور موسموں وغیرہ کی تبدیلی کے قائل ہیں۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں اجرام فلکی کا نہایت بصیرت افروز ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں مخالفین کے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہم یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ سورج، چاند اور ستاروں میں سے کوئی ایک بھی اپنے فعل میں مستقلاً آزاد اور ذاتی طور پر مؤثر ہے یا اسے افاضہ تاثیرات میں کوئی اختیار ہے یا انوار کے پہنچانے اور بارشوں کو برسانے اور ابدان، اجسام اور ثمرات کی نشو ونما میں انہیں بالارادہ کوئی دخل ہے ......اور اسکے ساتھ ساتھ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اشیاء کے خواص ایک حقیقت ہیں اور ان میں اس علیم وحکیم خدا کے اذن سے جس نے کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی، تاثیرات ہیں......اور حق یہ ہے کہ سورج، چاند اور ستاروں کی تاثیرات ایسی چیزیں ہیں جنہیں مخلوق ہر وقت اور ہر آن دیکھتی ہے اور ان سے انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ مثلاً موسموں اور ان کی حالتوں کا اختلاف اور ہر موسم کا مخصوص امراض، معروف نباتات اور مشہور کیڑے مکوڑوں کے ساتھ خاص ہونا ایسی چیز ہے جسے تو جانتا ہے...... اور تو جانتا ہے کہ جب سورج طلوع ہو اور روشنیاں پھیلیں تو بلاشبہ اس وقت نباتات، جمادات اور حیوانات میں خاص اثر ہوتا ہے۔ پھر جب دن ڈھلنے اور غروب ہونے کے قریب ہو تو اس وقت میں اور طرح کی تاثیرات ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ سورج کے بُعد اور اسکے قُرب کا درختوں، پھلوں، پتھروں اور بنی آدم کے مزاجوں میں نمایاں اثر اور قوی تاثیرات ہوتی ہیں ......اور چاند کی کتنی خاصیتیں ہیں جنہیں دہقان اور زراعت پیشہ لوگ جانتے ہیں......اور حکماء اس بات پر متفق ہیں کہ لوگوں کی سب سے زیادہ معتدل صنف خط استواء میں رہنے والے لوگ ہیں اور خاص تاثیر ہی ان کی صحت کامل اور ان کے فہم اور فراست کی برتری کا سبب ہے۔''

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن، جلد 7، صفحہ 285 تا 288، اردو ترجمہ، صفحہ 265 تا 270، شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان)

آسمانی برجوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ''رحمٰن وہ ذات کثیر البرکت اور مصدر خیرات دائمی ہے جس نے آسمان میں برج بنائے۔ برجوں میں

آفتاب اور چاند کو رکھا جو کہ عامہ مخلوقات کو بغیر تفریق کافر و مومن کے روشنی پہنچاتے ہیں۔" (براہین احمدیہ، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 448، حاشیہ نمبر 11)

پھر ان اجرام فلکی کی تاثیرات کے بارے میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: "یہ ستارے فقط زینت کیلئے نہیں ہیں جیسا عوام خیال کرتے ہیں بلکہ اِن میں تاثیرات ہیں۔ جیسا کہ آیت وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ حِفْظًا سے، یعنی حِفظًا کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ یعنی نظام دنیا کی محافظت میں ان ستاروں کو دخل ہے اُسی قسم کا دخل جیسا کہ انسانی صحت میں دوا اور غذا کو ہوتا ہے جس کو الوہیت کے اقتدار میں کچھ دخل نہیں بلکہ جبروت ایزدی کے آگے یہ تمام چیزیں بطور مردہ ہیں۔ یہ چیزیں بجز اذن الٰہی کچھ نہیں کرسکتیں۔ ان کی تاثیرات خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ پس واقعی اور صحیح امر یہی ہے کہ ستاروں میں تاثیرات ہیں جن کا زمین پر اثر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس انسان سے زیادہ تر کوئی دنیا میں جاہل نہیں کہ جو بنفشہ اور نیلوفر اور تربد اور سقمونیا اور خیار شنبر کی تاثیرات کا تو قائل ہے مگر اُن ستاروں کی تاثیرات کا منکر ہے جو قدرت کے ہاتھ کے اوّل درجہ پر تجلّی گاہ اور مظہر العجائب ہیں جن کی نسبت خود خدا تعالیٰ نے حفظًا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ لوگ جو سراپا جہالت میں غرق ہیں اس علمی سلسلہ کو شرک میں داخل کرتے ہیں۔ نہیں جانتے جو دنیا میں خدا تعالیٰ کا قانونِ قدرت یہی ہے جو کوئی چیز اس نے لغو اور بے فائدہ اور بے تاثیر پیدا نہیں کی جبکہ وہ فرماتا ہے کہ ہر ایک چیز انسان کیلئے پیدا کی گئی ہے تو اب بتلاؤ کہ سماء الدنیا کو لاکھوں ستاروں سے پُر کر دینا انسان کو اس سے کیا فائدہ ہے؟ اور خدا کا یہ کہنا کہ یہ سب چیزیں انسان کیلئے پیدا کی گئی ہیں ضرور ہمیں اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ ان چیزوں کے اندر خاص وہ تاثیرات ہیں جو انسانی زندگی اور انسانی تمدّن پر اپنا اثر ڈالتی ہیں۔ جیسا کہ متقدمین حکماء نے لکھا ہے کہ زمین ابتدا میں بہت ناہموار تھی خدا نے ستاروں کی تاثیرات کے ساتھ اسکو درست کیا ہے۔" (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 282 تا 283، حاشیہ)

پس مذکورہ بالا حوالہ جات سے مستنبط ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان میں جو چاند، سورج، سیارے اور ستارے نیز بروج کے نام پر ان کی مختلف منزلیں اور مقام بنائے ہیں، یہ بلا مقصد نہیں ہیں۔ بلکہ جہاں ان اجرام فلکی کی حرکات وسکنات کے نتیجے میں ہماری زمین پر دن رات ادلتے بدلتے ہیں، سال، مہینے اور دن بنتے، موسموں میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ وہاں یہ اجرام بہت سے اور طریقوں سے بھی زمین اور اہل زمین پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ ان کی بعض تاثیرات کا ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں مشاہدہ بھی کرتے رہتے ہیں اور ان کی کئی نئی تاثیرات سائنس روز بروز دریافت بھی کرتی رہتی ہے اور شاید کئی تاثیرات سائنس کبھی بھی دریافت نہ کرسکے۔

علم النجوم کے ماہرین اور ہیئت دانوں نے سورج کے ستاروں میں حرکت کرنے اور زمین کے سورج کے گرد چکر لگانے کے حوالے سے مختلف حساب لگا کر سال کے بارہ مہینوں کے لحاظ سے بارہ حصے بنائے ہیں اور انہیں بارہ برجوں کے نام دیئے ہیں۔ کسی کی تاریخ پیدائش کے اعتبار سے اسے کسی برج کے تحت شمار کرنے میں تو بظاہر کوئی حرج کی بات نہیں لیکن ان خیالی اور فرضی برجوں سے علم غیب حاصل کرنے اور آئندہ زندگی کے بارے میں پیشگوئیوں کے دعاوی سب اٹکل پچو اور تک بندیوں کے زمرہ میں آتا ہے۔ اسکا حقیقت اور مصفی علم غیب سے کوئی بھی تعلق نہیں۔

سوال: مالی لین دین کے ایک قضائی معاملہ میں ایک فریق کے محترم مفتی صاحب سے اس معاملے کی بابت فتویٰ کی درخواست کرنے اور اس درخواست کی نقل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کرنے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درخواست دہندہ کو اپنے مکتوب مورخہ 25/مارچ 2021ء میں اس بارے میں اصولی ہدایت دیتے ہوئے درج ذیل ارشاد فرمایا:

جواب: آپ نے اپنے تنازعہ کے بارے میں فتویٰ کے حصول کیلئے جو تفصیلی خط محترم مفتی سلسلہ صاحب کو بھجوایا تھا اور اس کی ایک نقل مجھے بھی بھجوائی تھی۔ میں نے محترم مفتی صاحب کو آپ کے اس خط کا جواب دینے کی ہدایت دی تھی اور ساتھ انہیں لکھا تھا کہ وہ اس جواب کی ایک نقل مجھے بھی بھجوائیں۔ محترم مفتی صاحب کا فتویٰ نیز آپ کے تنازعہ سے متعلق دارالقضاء یو۔کے اور شعبہ امور عامہ یو۔کے میں موجود فائلز اسی طرح عدالت کے فیصلہ کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ جو فیصلہ ہوا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے اور عدالت نے جو (حرجانہ کی) زائد رقم آپ کے ذمہ ڈالی ہے وہ سود کے زمرہ میں ہرگز نہیں آتی۔ عدالت کی نظر میں وہ فریق ثانی کا حق ہے اور شرعی لحاظ سے بھی فریق ثانی کے اس رقم کے لینے میں کوئی امر مانع نہیں، وہ اس رقم کو وصول کرسکتے ہیں۔

سوال: روزے کے دوران کورونا ویکسین کا انجیکشن لگوانے کے جواز کی بابت ایک غیر از جماعت ادارہ کے فتویٰ کی ایک جماعتی جریدے میں اشاعت پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 13/اپریل 2021ء میں اس شرعی مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے درج ذیل ارشاد فرمایا۔

جواب: ایسی خبریں اور فتوے الفضل میں شائع کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے اسے شائع کرنا ناگزیر تھا تو ساتھ ہی جماعتی مسلک بھی شائع کرنا چاہیے تھا کہ یہ فلاں ادارہ کا فتویٰ ہے۔ جبکہ جماعتی مسلک اسکے برعکس ہے تاکہ آپ کا یہ خبرنامہ پڑھ کر کسی کو غلطی نہ لگتی۔

بہرحال فوری طور پر اب اسکی تردید شائع کریں اور اس میں صاف صاف جماعتی مسلک درج کریں کہ روزہ کی حالت میں ہر قسم کا انجیکشن خواہ وہ Intramuscular ہو یا Intravenous ہو لگوانا منع ہے۔ اور اگر کسی احمدی کو کورونا ویکسین کی Appointment رمضان میں ملتی ہے تو اسلام نے جو رخصت دی ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ انجیکشن والے دن روزہ نہ رکھے اور رمضان کے بعد اس روزہ کو پورا کرلے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو احادیث نبویہ ﷺ سے استدلال فرماتے ہوئے روزہ کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ لگانے کی بھی اجازت نہیں دی۔ اور آپ الفضل میں اس فتویٰ کے مطابق انجیکشن کو بھی جائز قرار دے رہے ہیں۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)
(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 20/مئی 2021)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 21/فروری 2022ء بروز سوموار 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم چودھری حمید احمد صاحب (ایسٹ لندن، یو۔کے)

15/فروری 2022ء کو 84 سال کی عُمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم چودھری رشید احمد صاحب مرحوم (سابق پریس سیکرٹری) اور مکرم ڈاکٹر چودھری ناصر احمد صاحب (چیئرمین مرزا شریف احمد فاؤنڈیشن) کے بھائی تھے۔ آپ پاکستان سے 2012ء میں لندن آئے اور اپنی بیٹی کے پاس رہ رہے تھے۔ مرحوم نے فیکٹری ایریا شاہدرہ لاہور میں بطور قائد مجلس خدام الاحمدیہ خدمت کی توفیق پائی اور اس دوران آپ کی قیادت نے علم انعامی بھی حاصل کیا۔ اسی طرح 1973ء کے خوفناک سیلاب کے دوران خدمت خلق کی توفیق پائی۔ مرحوم خود بھی نمازوں کے پابند تھے اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔ خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا۔ اپنی اولاد میں بھی خلافت سے محبت پیدا کی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم معین الدین احمد صاحب
(سابق امیر جماعت واہ کینٹ، حال کیلگری، کینیڈا)

12/جنوری 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے نانا حضرت میاں مولا بخش صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ واہ کینٹ کی جماعت میں امین، نائب امیر اور امیر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ واہ آرڈیننس فیکٹری سے جنرل مینیجر کے عہدہ سے ریٹائر ہونے کے بعد 1996ء میں کینیڈا شفٹ ہو گئے اور وہاں بھی دو تین سال کیلگری جماعت میں جنرل سیکرٹری کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ جماعتی خدمت کو نہ صرف خود ہر کام پر ترجیح دیتے بلکہ بچوں کو بھی اس کی ترغیب دلاتے تھے۔ خلافت کے ساتھ نہایت عقیدت کا تعلق تھا۔ بہت زندہ دل اور ہمدرد انسان تھے۔ کسی کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے جہاں تک ممکن ہوتا کوشش کرتے۔ بہت مہمان نواز تھے۔ باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک پوتے مکرم قاصد معین احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آجکل بطور ایڈیٹر اخبار الحکم (یوکے) خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ
اہلیہ مکرم محبوب احمد خان صاحب (لاہور)

9/مئی 2021ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نے لاہور کے حلقہ رحمان پورہ میں صدر لجنہ کے علاوہ بعض اور عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ بچوں کو قرآن کریم بھی پڑھاتی تھیں۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(3) مکرم محمود احمد چیمہ صاحب ابن مکرم میاں خان چیمہ صاحب (دلاور چیمہ ضلع گوجرانوالہ)

27/اگست 2021ء کو 64 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نہایت شریف النفس اور مخلص انسان تھے۔ لمبا عرصہ نگران حلقہ کھیوے والی اور زعیم انصار اللہ دلاور چیمہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرکزی اور ضلعی عہدیداران کا بہت احترام کرتے اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مقامی مسجد کے قیام اور تعمیر میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ایک مرتبہ ضلع گوجرانوالہ میں مقامی تعمیر نو کیلئے دس لاکھ روپے کی خطیر رقم دینے کا وعدہ کیا اور ایک ماہ کی قلیل مدت میں ادائیگی بھی کردی۔ مرحوم موصی تھے۔

(4) مکرم شریف الدین صاحب
ابن مکرم احمد دین صاحب (کلر کہار ضلع چکوال)

30/اکتوبر 2021ء کو 58 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے صدر جماعت کلر کہار کے علاوہ سیکرٹری مال اور زعیم انصار اللہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ بہت اطاعت گزار اور نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق رکھنے والے ایک مخلص انسان تھے۔ مربیان اور عہدیداران کا بہت احترام کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(5) مکرمہ عظمت فرزانہ صاحبہ (سکندر آباد، انڈیا)

8/فروری 2022ء کو 56 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے پڑنانا محترم غلام قادر شرق صاحب بنگلوری نے خط کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی سعادت حاصل کی۔ مرحومہ نہایت نیک، ہمدرد، خلافت سے بے پناہ محبت کرنے والی، ہر ایک کے ساتھ نیک سلوک کرنے والی ایک باوفا خاتون تھیں۔ آپ نے مقامی سطح پر لجنہ کی سیکرٹری ضیافت کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا شامل ہے۔ آپ مکرم عمر شریف ساحل صاحب (ایم.ٹی.اے لندن) کی خالہ زاد بہن تھیں۔

(6) مکرم عبد النور ناصر صاحب
(المعروف نور سائیکل ورکس ربوہ، حال کینیڈا)

14/جنوری 2022ء کو 58 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ سابق درویش قادیان مکرم عبد الستار ناصر صاحب مرحوم کے بیٹے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور روزانہ باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے، محنتی، ملنسار، غریب پرور اور خوش اخلاق انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک پیار تھا۔ چندوں میں باقاعدہ تھے اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ ☆☆

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

بیشک یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیدات اور نصرت سے شروع فرمایا ہے اور تائیدات اور نصرت کے نظارے دکھا بھی رہا ہے لیکن ہم سے بھی مطالبہ ہے کہ اس سلسلہ کی غرض وغایت پر نظر رکھیں اور جہاں دنیا کو ان اغراض سے آگاہ کریں، خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا دنیا میں اعلان کر کے اسے اس طرف بلائیں، اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو بتائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ اور خاتم الرسل ہونے کا ادراک مسلمانوں اور غیر مسلموں میں پیدا کریں وہاں اپنے بھی جائزے لیں کہ کس حد تک توحید ہم میں راسخ ہے اور ہم تسبیح وتحمید کی طرف توجہ کرتے ہیں؟ اسلام کی خوبصورت تعلیم پر ہم کتنا عمل کر رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق کس حد تک ہمیں درود بھیجنے کی طرف مائل رکھتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو اپنانے کی طرف ہم توجہ دیتے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات کے حوالہ سے سلسلہ کے قیام کی اغراض کا بیان اور احباب کو نصائح

دنیا کے مختلف ممالک میں اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اور لوگوں کی براہ راست احمدیت کی صداقت کی طرف رہنمائی کے ایمان افروز واقعات کا بیان

اگر اللہ چاہے تو تمام دنیا کے دل پھیر سکتا ہے لیکن اس نے ہمارے ذمہ یہ کام لگایا ہے کہ تم بھی اپنی حالتوں کو بدلو۔ اپنے عملوں کو بدلو۔ اپنی تبلیغ کے ساتھ اپنے نمونوں کو اس طرح بناؤ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے اُسوہ قائم فرمایا ہے تا کہ تمہاری کوششوں کو پھل بھی لگیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی تم جزا پانے والے ہو

یہ تو الٰہی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم نے غالب آنا ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ذریعہ سے غلبہ کے سامان فرمائے ہیں۔ پس یہ ہماری خاص طور پر انصار اللہ کی ذمہ داری ہے کہ اپنی حالتوں کو دین اسلام کی تعلیم کے مطابق ڈھال کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرتے ہوئے توحید کے قیام کیلئے اپنی تمام تر طاقتوں کو استعمال کریں اور قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اس کی حکومت اپنے دلوں پر قائم کریں۔ اور یہ نمونے پھر اپنی نسلوں کیلئے پیش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے حقیقی انصار بنیں

سلسلے کی ترقی کے وعدے ہیں اور یہ پورے ہوں گے اور ہو رہے ہیں، کوئی انسانی ہاتھ اس ترقی میں روک نہیں بن سکتا

اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اگر ہم اس کے دین کی اشاعت کیلئے معمولی کوشش کریں تو وہ ہمیں نوازتا ہے

مجلس انصار اللہ یوکے کے سالانہ اجتماع کے موقع پر 19/اکتوبر 2014ء بروز اتوار مسجد بیت الفتوح لندن میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

الحمد للہ کہ انصار اللہ یوکے کا اجتماع جو تین دن پہلے شروع ہوا تھا آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ ہر سال یہاں بھی اور دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی انصار اللہ کا اجتماع ہوتا ہے۔ انصار کثیر تعداد میں جمع ہوتے ہیں اور اجتماع کے پروگراموں میں شامل ہوتے ہیں۔ لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ انصار اللہ کا مطلب کیا ہے اور ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟

انصار جیسا کہ آپ جانتے ہیں ناصر کی جمع ہے یعنی ''مددگار''۔ اور انصار اللہ کا مطلب ہوا کہ ''اللہ تعالیٰ کے مددگاروں کی جماعت''۔ انصار کی عمر تنظیمی لحاظ سے 40 سال کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔ ویسے تو ہر شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آتا ہے چاہے وہ اس سے چھوٹی عمر کا ہو، مرد ہو یا عورت ہو، اپنے آپ کو عہدِ بیعت کا پابند کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھانے والا ہونا چاہئے لیکن انصار اللہ کی عمر 40 سال سے شروع ہوتی ہے جو ایک ایسی عمر ہے جو پختہ سوچ اور تمام تر صلاحیتوں کے عروج کی عمر ہے اور پھر ان کی تنظیم کا نام بھی انصار اللہ ہے۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ کیا صرف انصار اللہ کہلانا ہمیں ہمارے فرائض کو پورا کرنے والا بنا دیتا ہے؟

ایک بات ہمیں ہر وقت یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کی مدد کا محتاج نہیں۔ پرسوں ہی مَیں نے خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ اگر وہ چاہے تو دین کی خدمت لینے والوں کو براہ راست بھی وسائل مہیا کر سکتا ہے۔ وہ ہر چیز کا مالک ہے اور ان کے کاموں کو آسان بھی کر سکتا ہے۔ قرآن شریف سے بھی یہی پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے انبیاء اور انبیاء کی جماعتوں کو تسلی دلاتا ہے کہ مَیں تمہارا مددگار ہوں۔ یا کافر جب اپنی کثرت کی وجہ سے نبی کو ڈراتے ہیں، ان کی جماعت کو ڈراتے ہیں تو نبی کا جواب یہی ہوتا ہے کہ تم مجھے اپنے میں واپس لوٹنے کی باتیں تو کرتے ہو لیکن کیا میرے ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچانے میں تم یا کوئی اور میری مدد کر سکتا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ لیکن انبیاء کے سلسلے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو موقع دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے اگر تم کوئی کوشش کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اتنا نوازتا ہے کہ عام انسانوں کو جن کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے، ہم معمولی انسان ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے مددگاروں میں شمار کر لیتا ہے۔ پس اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ اس زمانے میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا جو سلسلہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شروع فرمایا ہے اور ہمیں اس میں شامل ہونے کی توفیق دی ہے اور پھر ہمیں ایک پختہ سوچ کی عمر تک بھی پہنچایا ہے تو ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں۔ بیشک یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیدات اور نصرت سے شروع فرمایا ہے اور تائیدات اور نصرت کے نظارے دکھا بھی رہا ہے لیکن ہم سے بھی مطالبہ ہے کہ اس سلسلہ کی غرض وغایت پر نظر رکھیں اور جہاں دنیا کو ان اغراض سے آگاہ کریں، خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا دنیا میں اعلان کر کے اسے اس طرف بلائیں، اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو بتائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ اور خاتم الرسل ہونے کا ادراک مسلمانوں اور غیر مسلموں میں پیدا کریں وہاں اپنے بھی جائزے لیں کہ کس حد تک توحید ہم میں راسخ ہے اور ہم تسبیح وتحمید کی طرف توجہ کرتے ہیں؟ اسلام کی خوبصورت تعلیم پر ہم کتنا عمل کر رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق کس حد تک ہمیں درود بھیجنے کی طرف مائل رکھتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو اپنانے کی طرف ہم توجہ دیتے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟

اس وقت مَیں آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ ارشادات رکھوں گا جو آپ نے اپنے سلسلہ کے قیام کی اغراض کے بارے میں فرمائے۔ اور یہ ارشادات ہمیں ہماری ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں۔ اگر ہم یہ سوچ بنا لیں کہ ہر نصیحت یا ہر حالت کا نقشہ جو نیکوں اور بدوں کا کھینچا جاتا ہے وہ ہماری حالتوں کے جائزے لینے والا اور اصلاح کرنے والا ہونا چاہئے تو ہماری حقیقی اصلاح ہو سکتی ہے۔ ہم حقیقی رنگ میں انصار اللہ کہلا سکتے ہیں۔ ہم حقیقی رنگ میں دوسروں کی تربیت کرنے والے بن سکتے ہیں۔ بہر حال اس وقت جیسا کہ مَیں نے کہا میں چند اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''بدی ایک ایسا ملکہ ہے جو انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے اور دل بے اختیار ہو ہو کر قابو سے نکل جاتا ہے خواہ کوئی یہ کہے کہ شیطان حملہ کرتا ہے خواہ کسی اور طرز پر اس کو بیان کیا جاوے یہ ماننا پڑے گا کہ آج کل بدی کا زور ہے اور شیطان اپنی حکومت اور سلطنت کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ بدکاری اور بے حیائی کے دریا کا بند ٹوٹ پڑا ہے اور وہ اطراف میں طوفانی رنگ میں جوش زن ہے۔ پس کس قدر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ہر مصیبت اور مشکل کے وقت انسان کا دستگیر ہوتا ہے اِس وقت اُسے ہر بلا سے نجات دے۔ چنانچہ اس نے اپنے فضل سے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے'' (ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 17، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ نے ان انسانوں کو، ان بندوں کو جن کو وہ نجات دینا چاہتا ہے، شیطان سے نجات دلوانے کیلئے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔ پس جیسا کہ میں نے کہا کہ انصار

کی ایک پختہ عمر ہوتی ہے تو ہمیں خود ہی اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہر قسم کی برائیوں سے بچ کر ہم سلسلہ کے قیام کی غرض کو پورا کرنے والے ہیں؟

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کیلئے یہ سلسلہ قائم ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اسی لئے قائم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں۔ ایک شخص جو کسی کا عاشق کہلاتا ہے۔ اگر اس جیسے ہزاروں اور بھی ہوں تو اس کے عشق و محبت کی خصوصیت کیا رہی۔ (اگر ایک شخص کے بہت سارے محبوب ہوں تو خصوصیت تو کوئی نہ رہی۔ فرمایا) تو پھر اگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں فنا ہیں۔‘‘ جیسا کہ مسلمان عام طور پر یہ دعویٰ کرتے ہیں ’’تو یہ کیا بات ہے کہ ہزاروں خانقاہوں اور مزاروں کی پرستش کرتے ہیں۔‘‘ (عام مسلمانوں میں دیکھ لیں یہی طریقہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ) ’’مدینہ طیبّہ تو جاتے نہیں مگر اجمیر اور دوسری خانقاہوں پر ننگے سر اور ننگے پاؤں جاتے ہیں۔ پاک پٹن کی کھڑکی میں سے گذر جانا ہی نجات کیلئے کافی سمجھتے ہیں۔ کسی نے کوئی جھنڈا کھڑا کر رکھا ہے۔ کسی نے کوئی اور صورت اختیار کر رکھی ہے۔ ان لوگوں کے عرسوں اور میلوں کو دیکھ کر ایک سچے مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے کہ یہ انہوں نے کیا بنا رکھا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کو اسلام کی غیرت نہ ہوتی اور اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ (آل عمران:20) خدا کا کلام نہ ہوتا اور اس نے نہ فرمایا ہوتا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) تو بیشک آج وہ حالت اسلام کی ہوگئی تھی کہ اس کے مٹنے میں کوئی بھی شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی غیرت نے جوش مارا اور اس کی رحمت اور وعدۂ حفاظت نے تقاضا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کو پھر نازل کرے اور اس زمانہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوّت کو نئے سرے سے زندہ کر کے دکھادے۔ چنانچہ اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور مجھے مامور اور مہدی بنا کر بھیجا۔‘‘ (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 65، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ان اغراض میں سے ایک بہت بڑی غرض ہے جس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے اور یہ سلسلہ قائم ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت وعزت کا قیام تبھی ہوگا جب ہم اپنی حالتوں کو حقیقی رنگ میں اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے۔ عبادتوں کے معیار ہیں۔ دوسروں کے حقوق ہیں۔ ان باتوں کا مختلف اوقات میں ذکر کرتا رہتا ہوں۔ یاددہانیاں بھی آپ کو کروائی جاتی ہیں۔ ان کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ پس پہلا کام تو ہمارا یہ ہے کہ ان باتوں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا کر دنیا کو دکھائیں۔ اور یہی چیز ہے جو دنیا کو بتائے گی کہ اس نبی کے نمونے پر چلنے کی جو ہم بھرپور کوشش کرتے ہیں اور خاص لگن اور شوق سے کوشش کرتے ہیں یہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی ہونے کا ثبوت ہے۔

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’اگر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو قریب تھا کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ دین کا نام و نشان مٹ جاتا مگر چونکہ اس نے وعدہ کیا ہوا تھا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) یہ وعدۂ حفاظت چاہتا تھا کہ جب غارتگری کا موقعہ ہو تو وہ خبر لے۔ چوکیدار کا کام ہے کہ وہ نقب دینے والوں کو پوچھتے ہیں۔ اور دوسرے جرائم والوں کو دیکھ کر اپنے منصبی فرائض عمل میں لاتے ہیں۔ اسی طرح آج چونکہ فتن جمع ہوگئے تھے اور اسلام کے قلعہ پر ہر قسم کے مخالف ہتھیار باندھ کر حملہ کرنے کو تیار ہوگئے تھے اس لیے خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ منہاجِ نبوّت قائم کرے۔ یہ مواد اسلام کی مخالفت کے دراصل ایک عرصہ دراز سے پک رہے تھے اور آخر اب پھوٹ نکلے۔ جیسے ابتدا میں نطفہ ہوتا ہے اور پھر ایک عرصہ مقررہ کے بعد بچہ بن کر نکلتا ہے۔ اسی طرح پر اسلام کی مخالفت کے بچہ کا خروج ہو چکا ہے اور اب وہ بالغ ہو کر پورے جوش اور قوت میں ہے۔ اس لیے اس کو تباہ کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے آسمان سے ایک حربہ نازل کیا اور اس مکروہ شرک کو جو اندرونی اور بیرونی طور پر پیدا ہو گیا تھا، دُور کرنے کیلئے اور پھر خدا تعالیٰ کی توحید اور جلال قائم کرنے کے واسطے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے اور مَیں بڑے دعوے اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ بے شک یہ خدا کی طرف سے ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے اس کو قائم کیا ہے۔ جیسا کہ اس نے اپنی تائیدوں اور نصرتوں سے جو اس سلسلہ کیلئے اس نے ظاہر کی ہیں دکھا دیا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 92 تا 93، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس بیشک اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائیدات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے قائم کردہ اس سلسلے کے ساتھ ہیں اور سلسلہ کی ہر روز جو ترقی ہو رہی ہے اس پر گواہ ہیں۔ لیکن ہمیں بھی اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور جلال کیلئے اور اسلام کی تعلیم کے پھیلانے کیلئے ہمارا کیا کردار ہے؟

اس بارے میں فرماتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ کی سچی محبت قائم کی جاوے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض مشترک یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی اور حقیقی محبت قائم کی جاوے اور بنی نوع انسان اور اِخوان کے حقوق اور محبت میں ایک خاص رنگ پیدا کیا جاوے۔ جب تک یہ باتیں نہ ہوں تمام امور صرف رسمی ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کی محبت کی بابت تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔‘‘ (کہتے ہیں جی ہمارے دل میں ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے) لیکن بعض اشیاء بعض سے پہچانی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک درخت کے نیچے پھل ہو تو کہہ سکتے ہیں کہ اس کے اوپر بھی ہوں گے۔ لیکن اگر نیچے کچھ بھی نہیں تو اوپر کی بابت کب یقین ہوسکتا ہے؟ اسی طرح پر بنی نوع انسان اور اپنے اِخوان کے ساتھ جو یگانگت اور محبت کا رنگ ہو اور وہ اس اعتدال پر ہو جو خدا نے قائم کیا ہے تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی محبت ہو۔‘‘ یہ خاص سمجھنے والی بات ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور یگانگت کا تعلق جس طرح خدا نے فرمایا ہے اس طرح ہو تو فرمایا تو اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ خدا کے ساتھ بھی محبت ہے۔ ورنہ یہ تو پتا نہیں کہ اللہ کے ساتھ محبت ہے کہ نہیں۔ اس کا اظہار اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت سے ہی ملتا ہے۔ یہ بھی اس کا ایک ذریعہ ہے۔ فرماتے ہیں:

’’پس بنی نوع کے حقوق کی نگہداشت اور اِخوان کے ساتھ تعلقات بشارت دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت کا رنگ بھی ضرور ہے۔ دیکھو دنیا چند روزہ ہے اور آگے پیچھے سب مرنے والے ہیں۔‘‘ بعض لوگوں کو جو بڑے ہوجاتے ہیں اور بڑی عمر کے انصار ہیں، انصار اللہ کی عمر میں داخل ہوتے ہی یہ احساس پیدا ہوجاتا ہے کہ اب ہم ایسی عمر میں جارہے ہیں جہاں ہماری عمریں گھٹتی جارہی ہیں۔ فرمایا: ’’دیکھو دنیا چند روزہ ہے اور آگے پیچھے سب مرنے والے ہیں۔ قبریں منہ کھولے ہوئے آوازیں مار رہی ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی نوبت پر جا داخل ہوتا ہے۔ عمر ایسی بے اعتبار اور زندگی ایسی ناپائیدار ہے کہ چھ ماہ اور تین ماہ تک زندہ رہنے کی امید کیسی؟ اتنی بھی امید اور یقین نہیں کہ ایک قدم کے بعد دوسرا قدم اٹھانے تک زندہ رہیں گے یا نہیں۔ پھر جب یہ حال ہے کہ موت کی گھڑی کا علم نہیں اور یہ پکّی بات ہے کہ وہ یقینی ہے، ٹلنے والی نہیں تو دانشمند انسان کا فرض ہے کہ ہر وقت اُس کیلئے تیار رہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ لَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ (آل عمران:103) ہر وقت جب تک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ رکھے اور ان ہر دو حقوق کی پوری تکمیل نہ کرے، بات نہیں بنتی۔‘‘ (ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 95 تا 96، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ حقوق بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد۔ پس عمر کے ڈھلنے کے ساتھ ساتھ ان ہر دو قسم کے حقوق کی ادائیگی کی طرف ہمیں توجہ کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

پھر جماعت کو مزید نصیحت فرماتے ہوئے کہ ہمیں کیسا ہونا چاہئے؟ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’جب خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صدہا نشان اس نے ظاہر کئے ہیں اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آجاوے۔ جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں چونکہ وہ اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ میں داخل ہوتے ہیں اس لئے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اتار دیں اور اپنی ساری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف کریں۔ فیج اعوج (یعنی ٹیڑھی فوج) کے دشمن ہوں۔ اسلام پر تین زمانے گزرے ہیں۔ ایک قرون ثلاثہ۔ اسکے بعد فیج اعوج کا زمانہ جس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ لَیۡسُوۡا مِنِّیۡ وَ لَسۡتُ مِنۡھُمۡ۔ یعنی نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ مَیں ان میں سے ہوں اور تیسرا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ سے مُلحق ہے بلکہ حقیقت میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔ فیج اَعوج کا ذکر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھی فرماتے تو یہی قرآن شریف ہمارے ہاتھ میں ہے اور آخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ (الجمعۃ:4) صاف ظاہر کرتا ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی ہے جو صحابہ کے مشرب کے خلاف ہے اور واقعات بتا رہے ہیں کہ اس ہزار سال کے درمیان اسلام بہت سی مشکلات اور مصائب کا نشانہ رہا ہے۔ معدودے چند کے سوا سب نے اسلام کو چھوڑ دیا اور بہت سے فرقے معتزلہ اور اباحتی وغیرہ پیدا ہو گئے ہیں۔‘‘ اسلام کی بدنامی کا ایک دَور اب آ رہا ہے۔ اسلام کی تعلیم کو لوگ چھوڑے بیٹھے ہیں اور بدقسمتی سے مسلمان علماء کی وہ جھوٹی تعلیمیں اور تفسیریں ہیں جن کے پیچھے چل کے وہ زمانے کے امام کو نہیں مان رہے اور چھوڑ رہے ہیں۔ گو دُور ہٹنے کا طریق بدل گیا لیکن اب بھی اسلام سے دُور ہٹایا جا رہا ہے۔ جو قریب ہو رہے ہیں وہ بھی اصل میں اسلام کی تعلیم سے دور ہو رہے ہیں۔

فرماتے ہیں: ’’ہم کو اس بات کا اعتراف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا کہ اسلام کی برکات کا نمونہ موجود نہ ہو مگر وہ ابدال اور اولیاء اللہ جو اس درمیانی زمانہ میں گزرے ان کی تعداد اس قدر قلیل تھی کہ ان کروڑوں انسانوں کے مقابلہ میں جو صراط مستقیم سے بھٹک کر اسلام سے دُور جا پڑے تھے کچھ بھی چیز نہ تھے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی آنکھ سے اس زمانہ کو دیکھا اور اس کا نام فیج اَعوج رکھ دیا۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک اَور گروہِ کثیر کو پیدا کرے جو صحابہ کا گروہ کہلائے۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت یہی ہے کہ اس کے قائم کردہ سلسلہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہے عام اس کی رحمت کیونکر ہو شکر نعمت ✿ ہم سب ہیں اسکی صنعت اس سے کرو محبت

غیروں سے کرنا الفت کب چاہے اسکی غیرت ✿ یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا ✿ ہم کو وہی پیارا دلبر وہی ہمارا

اس بن نہیں گزارا غیر اس کے جھوٹ سارا ✿ یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے اس لئے ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کَزَرۡعٍ (کھیتی کی طرح) ہوگی اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے۔ وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ اس کو پہنچانا چاہتا ہے ابھی بہت دُور ہیں۔ وہ حاصل نہیں ہو سکتے ہیں جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشاء ہے۔‘‘ لوگ جماعت کی ترقی کے بارے میں باتیں کہتے ہیں۔ تو سب سے زیادہ بڑی ذمہ داری تو جماعت کے اس حصے کی ہے جو انصار اللہ کی عمر کو پہنچے ہوئے ہیں، جو بلوغت کے اعلیٰ معیاروں کو پہنچے ہوئے ہیں جن کی سوچیں بھی بالغ ہو چکی ہیں۔ فرمایا کہ: ’’جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشاء ہے۔ توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔ تبتّل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکر الٰہی میں خاص رنگ ہو۔ حقوق اِخوان میں خاص رنگ ہو۔‘‘ (ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 95-94، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ وہ خصوصیات ہیں جو ہمیں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر قرآن کریم کے احسانات اور ہماری ذمہ داریوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’پس یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف نے پہلی کتابوں اور نبیوں پر احسان کیا ہے جو اُن کی تعلیموں کو جو قصّہ کے رنگ میں تھیں علمی رنگ دے دیا ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص ان قصّوں اور کہانیوں سے نجات نہیں پا سکتا جبتک وہ قرآن شریف کو نہ پڑھے کیونکہ قرآن شریف ہی کی یہ شان ہے کہ وہ اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ۔ وَّمَا هُوَ بِالۡهَزۡلِ (الطارق: 14-15)۔ وہ میزان، مہیمن، نور اور شفا اور رحمت ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو پڑھتے اور اسے قصّہ سمجھتے ہیں انہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا بلکہ اس کی بے حرمتی کی ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’ہمارے مخالف کیوں ہماری مخالفت میں اس قدر تیز ہوئے ہیں؟ صرف اسی لیے کہ ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سراسر نور، حکمت اور معرفت ہے دکھانا چاہتے ہیں۔ اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصّے سے بڑھ کر وقعت نہ دیں۔ ہم اس کو گوارا نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم پر کھول دیا ہے کہ قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے۔ اس لیے ہم ان کی مخالفت کی کیوں پروا کریں۔ غرض مَیں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشف حقائق کیلئے قائم کیا ہے کیونکہ بدُوں اسکے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور مَیں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو۔ جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کیلئے مامور کیا ہے۔ اس لیے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر قصّہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر۔‘‘ (ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 155، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ہماری رپورٹس میں ذکر ہوتا ہے اور صدر صاحب بھی ذکر کرتے ہیں کہ یہ کوشش ہو رہی ہے اور وہ کوشش ہو رہی ہے اتنا ہمارا ٹارگٹ ہے۔ اتنے لوگ قرآن شریف باقاعدہ پڑھتے ہیں لیکن یہ ٹارگٹ کوئی ٹارگٹ نہیں جب تک ہم انصار میں سے کم از کم سو فیصد انصار باقاعدہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، اسے سمجھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے نہ بن جائیں۔ یہ انصار کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور یہی نمونے ہیں جو پھر بچوں کی تربیت پر بھی اثر انداز ہوں گے اور یہ قائم کر کے آپ ان پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

ایک جگہ آپ یہ فرماتے ہوئے کہ سلسلہ احمدیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ فرماتے ہیں کہ ’’انہوں نے بڑے بڑے منصوبے کئے۔ خون تک کے مقدمے بنوائے‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر) ’’مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو باتیں ہوتی ہیں وہ ضائع نہیں ہو سکتیں۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے۔ اگر انسانی ہاتھوں اور انسانی منصوبوں کا نتیجہ ہوتا تو انسانی تدابیر اور انسانی مقابلے اب تک اس کو نیست و نابود کر چکے ہوتے۔ انسانی منصوبوں کے سامنے اس کا بڑھنا اور ترقی کرنا اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔ پس جس قدر تم اپنی قوت یقین کو بڑھاؤ گے اسی قدر دل روشن ہوگا۔‘‘ (ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 257، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اور قوت یقین اسی وقت بڑھتی ہے جب عملی طور پر دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو گی۔ پس ہم دیکھتے ہیں جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا اللہ تعالیٰ کی تائیدات تو دنیا کو احمدیت سے متعارف کرانے کیلئے بہت بڑا کردار ادا کر رہی ہیں۔ ہماری کوششیں اس میں کوئی نہیں ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ کس طرح لوگوں کے دل کھول رہا ہے۔ کس طرح لوگوں کے رخ پھیر رہا ہے۔ انہیں ایمان اور یقین میں کس طرح بڑھا رہا ہے۔ اسکے بعض واقعات مَیں پیش کروں گا لیکن اس سے پہلے پھر ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جو جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ فرمایا کہ:

’’قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (البقرۃ: 21) ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔ نمازوں کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے...... نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 257-258، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمیں یہ تمام باتیں اپنے سامنے رکھنی چاہئیں کہ ہم اپنی بیعت کا بھی حق ادا کر سکیں اور اپنی تنظیم کے نام کی لاج بھی رکھ سکیں ورنہ جیسا کہ میں نے کہا سلسلے کی ترقی کے وعدے ہیں اور یہ پورے ہوں گے اور ہو رہے ہیں۔ کوئی انسانی ہاتھ اس ترقی میں روک نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اگر ہم اسکے دین کی اشاعت کیلئے معمولی کوشش کریں تو وہ ہمیں نوازتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ تمام مخالفت کے باوجود یہ ترقی ہوتی ہے اور ہو گی کیونکہ یہ انسانی سلسلہ نہیں ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا یہ ترقی ہو رہی ہے۔ اور کس طرح ہو رہی ہے؟ اس کے واقعات جیسا کہ مَیں نے کہا بیان کرتا ہوں۔

کانگو کے جلسہ سالانہ میں ایک نوجوان آیا۔ اس نے کہا کہ میں پچھلے پانچ سال سے جماعت پر تحقیق کر رہا تھا۔ میں خاموشی سے جماعت کے پروگراموں میں شرکت کرتا رہا اور کسی پر کچھ ظاہر نہیں ہونے دیا لیکن جماعت کی سرگرمیوں اور تعلیمات کا مشاہدہ کرتا رہا اور جائزہ لیتا رہا۔ جب تسلی ہو گئی تو ابھی اسی سال مَیں نے بیعت کر لی ہے۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ جماعت احمدیہ سچائی پر قائم ہے۔ اب یہ کس نے اس نوجوان کے دل میں ڈالا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کام کر رہی ہے اور یہ ایک دو واقعات نہیں ہیں بیشمار ایسے واقعات ہیں۔

یو.کے کا جو جلسہ سالانہ ہوا اس (کے بارہ) میں بھی یہاں کی ایک انگریز خاتون ہیں انہوں نے مجھے لکھا کہ بڑے عرصے سے تحقیق کر رہی تھی لیکن یہاں جلسے کا ماحول دیکھ کے توجہ پیدا ہوئی اور بیعت کر لی۔

پھر غانا سے ہمارے یوسف ایڈوسئی صاحب ہیں جو نیشنل سیکرٹری تبلیغ ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی تائید کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ تائیدات فرماتا ہے اور پھر لوگوں کے دلوں کو احمدیت کی طرف پھیرتا ہے اور احمدیت کی سچائی ظاہر کرتا ہے۔ کہتے ہیں لمبونآ کے مقام پر ہمارے ایک داعی الی اللہ، عبداللہ صاحب سے دوران تبلیغ بارش کیلئے دعا کرنے کیلئے کہا گیا۔ جس پر انہوں نے اعلان کیا کہ کیونکہ وہ امام مہدی کے پیغام کو پہنچانے کیلئے تبلیغ کر رہے ہیں اس لئے ان کی دعا قبول ہو گی۔ یہ یقین بھی دور دراز علاقوں کے ان لوگوں میں پیدا ہو چکا ہے جو احمدی ہوئے اور انہوں نے صحیح رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو سمجھا۔ بہرحال کہتے ہیں انہوں نے دعا کی اور کہا کہ اب ضرور بارش ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی رات ایک بجے اس علاقے میں موسلا دھار بارش ہوئی اور قبولیت دعا کے اس نشان کو دیکھتے ہوئے اس علاقے سے ایک بڑی تعداد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ تو یہ تھوڑے تھوڑے اور چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جب تبلیغ کرنے والوں کے دلوں میں بھی یقین پیدا کر دیتا ہے اور ان کے عمل بھی ایسے ہوں تو پھر اس کے نتائج بھی بے انتہا عظیم نکلتے ہیں۔

پھر یورپ میں آئے ہوئے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح احمدیت کی سچائی کا بتایا۔ ہمارے کوسووو کے ایک مبلغ صمد صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مخلص نوجوان فالتون صاحب کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ فالتون مصطفی نام ہے۔ مصطفی صاحب چند مہینوں سے زیر تبلیغ تھے۔ کیمسٹری اور بیالوجی میں گریجویشن کر رہے تھے۔ ایک تبلیغی نشست کے دوران انہوں نے اپنا ایک روحانی تجربہ سنایا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک رات وہ ہر روز کی طرح اپنے موبائل میں صبح جلدی اٹھنے کیلئے الارم لگا کر سو گئے۔ صبح جب الارم بجا تو موصوف نے الارم بند کر کے اٹھنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اچانک ان کے کانوں میں ایک آواز سنائی دی کہ احمدیت سے دُور مت ہونا۔ یہ سنتے ہی فوراً اٹھ بیٹھے اور اس پیغام نے ان کے دل پر ایسا گہرا اثر کیا کہ اسی ہفتے بروز جمعہ باقاعدہ بیعت فارم پُر کر کے اسلام احمدیت میں داخل ہو گئے۔

تو یہ نمونے اللہ تعالیٰ یہ بتانے کیلئے دکھاتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو ہر ایک کے دل کو اس طرف مائل کر سکتا ہے۔ یہ تمہارا کوئی کمال نہیں ہے کہ تم تبلیغ کرو تو پھر ہی احمدیت پھیلے گی۔ جو دین نشانات کے ذریعہ سے پھیلتا ہے وہ بہت تیزی سے پھیلتا ہے۔ پس ایک تو جہاں ہمیں اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے، اپنی حالتوں کو بدلتے ہوئے وہ حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں غیر معمولی نشانات بھی دکھائے۔

یوسف عثمان کمبالا یا صاحب جو سونگیا تنزانیہ کے ریجنل مبلغ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سونگیا ریجن میں ایک جماعت ہے وہاں تین لوگ خاکسار کے زیر تبلیغ تھے اور ان کے ساتھ کسی نہ کسی موضوع پر گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ ایک دن وہ مشن ہاؤس آئے اور دوران گفتگو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی اور کہا کہ یہ کسی جھوٹے شخص کی تصویر نہیں ہو سکتی۔ یقیناً یہ ایک سچا نبی ہے۔ انہوں نے اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد خدا تعالیٰ نے ان

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ تم انبیاء، رسل سے زیادہ نہیں ہو، ان پر اس قسم کی مشکلات اور مصائب آئیں اور یہ اسی لئے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقعہ ملے۔ (ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 156 ایڈیشن 1988ء)

طالب دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 403)

طالب دُعا: نور جہاں بیگم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ کولکاتہ، صوبہ مغربی بنگال)

کو ایمان میں بڑھایا حتی کہ اب وہ جماعت احمدیہ کے پیغام کو آگے پھیلا رہے ہیں اور تبلیغ کررہے ہیں۔

غیراز جماعت علماء کی کوششیں ہر جگہ ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر بھی اپنا کام کر رہی ہے اور کوششیں ناکام ونامراد ہو رہی ہیں۔

اصغر علی بھٹی صاحب ہمارے نائیجر کے مبلغ ہیں، کہتے ہیں کہ دسمبر 2013ء کے شروع میں ہم نے ایک گاؤں سوا سامعا (Sawa Samea) میں تبلیغ کی اور اس کے بعد وہاں سے آٹھ افراد پر مشتمل ایک وفد کو مشن ہاؤس بلا کر مزید دو دن جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا۔ اسی دوران جلسہ سالانہ نائیجر آ گیا۔ اس میں بھی ان کو شمولیت کی دعوت دی۔ جب اس گاؤں کا وفد اپنے امام کے ساتھ جلسہ میں شمولیت کیلئے کیپیٹل نیامی پہنچا جو اُن کا شہر ہے تو اسی گاؤں کی ایک فیملی جو پڑھ لکھ جانے اور جاب ملنے کی وجہ سے نیامی میں رہتی ہے اور وہابی بن چکی ہے ان کو پتا چل گیا۔ وہ رات کو آ کر اس وفد کو اپنے گھر دعوت کے بہانے لے گئے جہاں انہوں نے اپنے بڑے امام صاحب کو بلوایا ہوا تھا۔ یہاں اس امام نے پورا زور لگا کر ثابت کرنے کی کوشش کی کہ احمدی تو کافر ہیں اور آپ کہاں پھنس گئے ہیں۔ فوراً توبہ کریں اور وہابی بن جائیں۔ ہم آپ کو مسجد بھی دلائیں گے۔ امام صاحب نے واپس مارادی مشن ہاؤس آ کر اس ملاقات کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ میں نے وہابیوں کے امام صاحب کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ کی اس مخالفانہ تقریر کے بعد جماعت کی سچائی کے بارے میں پہلے اگر مجھے کوئی شک تھا تو وہ بھی آج دُور ہو گیا ہے۔ کیونکہ جب سے یہاں آیا ہوں آپ کو گالی دیتے سنا ہے اور مَیں جب تک وہاں جلسہ گاہ میں رہا احمدیوں کو قرآن سناتے سنا اور میں آپ کو کہتا ہوں کہ اگر ساری دنیا کے مسلمان احمدی ہو جائیں یا کم از کم احمدیوں جیسے ہو جائیں تو دنیا میں فوری امن آ جائے گا۔ وہابی مولوی صاحب نے فوراً پینترا بدلا اور کہنے لگے کہ اچھا اگر احمدیت نہیں چھوڑنی تو نہ چھوڑو لیکن گاؤں والوں کو میرا یہ پیغام تو پہنچا دو۔ وہ کہتے ہیں واپس گاؤں جا کر مَیں نے حسب وعدہ وہابی مولوی کا پیغام پہنچا دیا کہ ٹھیک ہے پہنچا دیتا ہوں۔ گاؤں والوں کو یہ پیغام دیا تو ان سب کا یہ جواب تھا کہ ہمیں صرف احمدیت چاہئے۔ سبھی نے اس مخالفانہ پیغام کو ردّ کر دیا۔ اب یہ گاؤں پورے کا پورا احمدیت قبول کر چکا ہے اور باقاعدہ جماعت قائم ہو چکی ہے۔

اب یہاں سے ایک دوسرے ملک چلتے ہیں۔ یورپ کے بھی اور افریقہ کے بھی مختلف ملکوں کے واقعات میں نے آپ کو بیان کئے ہیں۔

افریقہ کا ایک ملک ہے گیمبیا۔ یہاں کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ہماری تبلیغی ٹیم نے نیامِینا ایسٹ (Niamina East) ڈسٹرکٹ کے گاؤں مَامُت فانا (Mamut Fana) کا کئی بار دورہ کیا اور گاؤں کے 150 گھروں میں سے 96 گھروں نے احمدیت قبول کر لی۔ بیعت کرنے والوں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار ہے۔ یہ گاؤں اور اردگرد کا علاقہ تیجانی فرقے کا گڑھ ہے۔ لوگوں کے احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے مخالفین بے چین ہو گئے اور غیر احمدیوں کے بعض سرکردہ افراد اور گیمبیا میں ایک اسلامی تنظیم کے افراد اور بعض علماء جو سینیگال سے بلائے گئے تھے ان سب نے مذکورہ گاؤں کا دورہ کیا اور گاؤں الکالی اور بعض اہم افراد سے ملے تا کہ احمدیت کی تبلیغ کو روکا جائے اور جو احمدی ہو گئے ہیں انہیں واپس لایا جا سکے۔ یہ گروپ مذکورہ گاؤں کے علاوہ اردگرد کے دیہات میں بھی اور بالخصوص نومبائعین کے پاس گیا جنہوں نے حال ہی میں احمدیت قبول کی تھی۔ اس وفد نے پہلے اپنا تعارف کروایا اور پھر کہا کہ وہ یہ بتانے کیلئے آئے ہیں کہ احمدی کافر ہیں۔ اس لئے کوئی بھی ان کے پیچھے نہ چلے۔ ان پر پاکستان میں پابندیاں لگی ہوئی ہیں۔ یہ کسی قسم کی کوئی اسلامی سرگرمی نہیں کر سکتے اور ان کے لیڈر پر پاکستان جانے پر بھی پابندی ہے اور اب وہ انگلینڈ میں ہے اور احمدی بالکل عیسائیوں کی طرح ہیں اس لئے گاؤں والوں کو انہیں قبول نہیں کرنا چاہئے۔ اس پر نومبائعین نے جواب دیا کہ اللہ کے فضل و کرم سے ہم احمدی مسلمان ہیں اور اگر انہیں قتل بھی کر دیا جائے تو وہ احمدی ہی رہیں گے۔ پھر کہا کہ احمدی مسلمان جو اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں وہی دراصل سچا اسلام ہے اور زمانے کے امام کو شناخت کرنا ہی اصل نیکی اور سعادتمندی ہے۔ ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ فروری 2014ء تا جون 2014ء مذکورہ دو گاؤں میں دو ہزار سے زیادہ نومبائعین ہیں۔ سب احمدی ہیں۔ سعودی عرب کے تربیت یافتہ علماء فسادات کی جڑ ہیں اور احمدیت کی مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ یہ لوگ اپنے ناپاک عزائم میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

تو یہ وہ نومبائعین ہیں جن کی ابھی احمدیت اتنی پرانی بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اتنا مضبوط کر دیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں ایسے نشان دکھائے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ پس اگر اللہ چاہے تو تمام دنیا کے دل پھیر سکتا ہے لیکن اس نے ہمارے ذمّہ یہ کام لگایا ہے کہ تم بھی اپنی حالتوں کو بدلو۔ اپنے عملوں کو بدلو۔ اپنی تبلیغ کے ساتھ اپنے نمونوں کو اس طرح بناؤ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے اُسوہ قائم فرمایا ہے تا کہ تمہاری کوششوں کو پھل بھی لگیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی تم جزا پانے والے ہو۔

مجلس مشاورت کے قیام پر سو سال مکمل ہونے پر
یو.کے، کینیڈا، امریکہ، جرمنی، بلجیم اور گنی بساؤ کی مجالس مشاورت 2022ء
کے نمائندگان سے حضور انور کا بصیرت افروز لائیو اختتامی خطاب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22/مئی 2022ء بروز اتوار ہندوستانی وقت کے مطابق رات تقریباً 10 بجے مجلس مشاورت کے قیام پر سو سال مکمل ہونے پر یو.کے، کینیڈا، امریکہ، جرمنی، بلجیم اور گنی بساؤ کی مجالس مشاورت 2022ء کے نمائندگان سے لائیو اختتامی خطاب فرمایا۔ حضور انور نے طاہر ہال (بیت الفتوح، مورڈن) میں تشریف لا کر مجلس مشاورت برطانیہ 2022ء کے اختتامی اجلاس سے انگریزی زبان میں بصیرت افروز اختتامی فرمایا۔ یہ خطاب ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے توسّط سے پوری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔ خطاب سے قبل مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے سورۃ المومنون کی آیات 1 تا 12 کی تلاوت کی جن کا انگریزی ترجمہ مکرم طاہر سلبی صاحب مبلغ سلسلہ نے پیش کیا۔ خطاب کے بعد حضور انور لجنہ اماء اللہ کی طرف تشریف لے گئے جہاں پر حضور انور نے صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ سے بعض امور کے متعلق دریافت فرمایا۔ بعدہ حضور صد سالہ جوبلی خلافت احمدیہ نمائش میں تشریف لائے جہاں ممبرانِ قافلہ کیلئے ریفریشمنٹ کا انتظام تھا۔ یہاں پر کچھ وقت قیام کرنے کے بعد حضور انور بیت الفتوح کے نئے تعمیر ہونے والے پانچ منزلہ خوبصورت بلاک کا معائنہ فرمایا۔

(بشکریہ ویب سائٹ الفضل انٹرنیشنل لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’یقینا یاد رکھو۔ یہ سلسلہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے۔ اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا تو دنیا میں نصرانیت پھیل جاتی اور خدائے وحدہ لاشریک کی توحید قائم نہ رہتی یا یہ مسلمان ہوتے جو اپنے ناپاک اور جھوٹے عقیدوں کے ساتھ نصرانیت کو مدد دیتے ہیں اور ان کے معبود اور خدا بنائے ہوئے مسیح کیلئے میدان خالی کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ اب کسی ہاتھ اور طاقت سے نابود نہ ہوگا۔ یہ ضرور بڑھے گا اور پھولے گا اور خدا کی بڑی بڑی برکتیں اور فضل اس پر ہوں گے۔ جب ہمیں خدا کے زندہ اور مبارک وعدے ہر روز ملتے ہیں اور وہ تسلی دیتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہاری دعوت زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ پھر ہم کسی کی تحقیر اور گالی گلوچ پر کیوں مضطرب ہوں۔‘‘ (ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 284، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ تو الٰہی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم نے غالب آنا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے آخری دین کو جو کامل اور مکمل دین ہے جو اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے بے یارومددگار چھوڑ دے یا اسکو ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں دے دے جو اسکی اصل تعلیم کو بھلا کر اسکا سب کچھ بگاڑنے والے ہوں۔ اس میں بدعات اور خرابیاں پیدا ہو جائیں۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ذریعہ سے غلبہ کے سامان فرمائے ہیں۔ پس یہ ہماری ذمہ داری ہے، خاص طور پر انصار اللہ کی، کہ اپنی حالتوں کو دین اسلام کی تعلیم کے مطابق ڈھال کر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرتے ہوئے توحید کے قیام کے لئے اپنی تمام تر طاقتوں کو استعمال کریں اور قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اس کی حکومت اپنے دلوں پر قائم کریں۔ اور یہ نمونے پھر اپنی نسلوں کے لئے پیش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے حقیقی انصار بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

(دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 20/مارچ 2015ء)

......☆......☆......☆......

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING
OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AllCCE-0289/Raj.

COAT-PANT, SHERWANI, VASE COAT
SALWAR KAMEEZ, LADIES COAT
عمدہ کوالٹی کے کپڑے مناسب ریٹ پر دستیاب ہیں

Gentelman Tailors
Civil Line Road, Near Four Story
Qadian - 143516 Dist. Gurdaspur, PUNJAB
Tayyab : 9779827028 Sadiq : 9041515164

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان
لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر : عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ
فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

یہ جماعت تو قائم ہی پھلنے پھولنے اور بڑھنے کیلئے ہوئی ہے اور دشمن کا کوئی وار بھی اسکا بال بیکا نہیں کرسکتا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پھل پھول رہی ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 7/جنوری 2022 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا؟ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ ترجمہ:: اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کیلئے خرچ کرتے ہیں ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو۔ اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

سوال اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی کیا خوبی بیان فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی یہ خوبی بیان فرمائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش میں خرچ کرتے ہیں تا کہ اپنی قوم اور اپنے مشن کو مضبوط کریں۔

سوال اس آیت کی روشنی میں ایک احمدی کا کیا فرض بنتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؑ کے ماننے والوں کا بھی یہ فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے کیلئے جان، مال اور وقت قربان کریں۔

سوال اخلاص کیساتھ کی گئی تھوڑی قربانی کو بھی اللہ قبول فرماتا ہے۔ اس بارے میں حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح زرخیز زمین کو تھوڑی بارش یا شبنم سے بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے اسی طرح کشائش نہ رکھنے والے کی تھوڑی قربانی طلّ کا درجہ رکھتی ہے اور وہ بھی جو تھوڑی قربانی ہے پھل پھول لانے میں کم کردار ادا نہیں کرے گی۔

سوال بعض دفعہ تھوڑی قربانی بڑی پر کس طرح سبقت لے جاتی ہے؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ آج ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے گیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! یہ کس طرح ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس دو درہم تھے اس نے اس میں سے ایک درہم کی قربانی کردی اور ایک شخص کے پاس بے شمار دولت اور جائیداد تھی اس نے اس میں سے ایک لاکھ درہم کی قربانی دی۔

سوال جماعت کی بے انتہا مخلصانہ قربانیوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے۔ بعض اوقات جماعت کا اخلاص، محبت اور جوشِ ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے اور یہاں تک کہ دشمن بھی تعجب میں ہیں۔

سوال احبابِ جماعت کی قربانیوں اور جماعت کی ترقی کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آج دنیا جب مادیت میں ڈوبی ہوئی ہے یہ لوگ مالی قربانیاں کر کے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ انہیں یہ ادراک حاصل ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ اسکی راہ میں خرچ کرنا بھی ہے۔ پس کون ہے جو آج اس جماعت کے بارے میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدائی وعدوں کے مطابق قائم ہوئی ہے یہ کہہ سکے کہ یہ کمزور ہورہی ہے۔ یہ جماعت تو قائم ہی پھلنے پھولنے اور بڑھنے کیلئے ہوئی ہے اور دشمنوں کا کوئی وار بھی اسکا بال بیکا نہیں کرسکتا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پھل پھول رہی ہے۔

سوال حضور انور نے امام شیخ عثمان آف سیرالیون کے اخلاص کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سیرالیون کے دُور دراز علاقے کے ایک امام شیخ عثمان نے جو رقم چندہ وقف جدید کیلئے جمع کی وہ کم تھی اور وہ اپنا وعدہ پورا نہیں کرسکے۔ شیخ عثمان نے معلم کو کہا کہ دعا کرا دیں معلم صاحب بیان کرتے ہیں مَیں نے دعا کرائی اور سب نے اونچی آواز میں آمین کہا اور مَیں واپس ہوگیا ابھی کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ شیخ عثمان صاحب میرے پاس آگئے اور بتایا کہ آپ نے جو دعا کرائی تھی اس کا اثر یہ ہوا کہ میرا رشتہ دار آیا جس نے ایک لاکھ لیون مجھے دیئے اور کسی معاملے میں مجھے بھی دعا کیلئے کہا۔ عثمان صاحب کہتے ہیں مَیں نے وہیں اللہ اکبر کے اونچے نعرے لگانے شروع کردیئے۔ وہ بندہ بڑا حیران ہوا کہ یہ تجھے کیا ہوگیا ہے؟ تو میں نے اسے بتایا کہ ہمارے وقفِ جدید کے چندے کا ایک وعدہ تھا اس میں کچھ رقم رہ گئی تھی۔ ابھی ہم دعا کر کے فارغ ہی ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھیج دیا اور یہ رقم مجھے بھیج دی۔ امام شیخ عثمان نے وہ ساری رقم جو ایک لاکھ لیون کی تھی وہ فوری طور پر وقفِ جدید کے چندے میں جمع کروادی۔

سوال چاڈا کی اُمّ ہانی کے اخلاص و وفا کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جماعت چاڈ کی اکثریت نومبائعین کی ہے۔ وہاں کی ایک ممبر خاتون اُمِّ ہانی ہیں۔ انہوں نے وقف جدید میں ستر ہزار فرانک کا وعدہ کیا۔ انتظام نہیں ہوسکا۔ ان کے پاس ایک اونٹ تھا، اس اونٹ کو ایک لاکھ ستر ہزار میں فروخت کردیا اور وقفِ جدید کا وعدہ بھی ادا کیا اور باقی بچی ہوئی رقم اپنے پاس نہیں رکھی وہ بھی مختلف چندوں میں دے دی۔

سوال ٹوگو کے ابراہیم صاحب کی قربانیوں کے جذبہ کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ٹوگو کے ایک احمدی ابراہیم ہیں۔ لوگوں کے جانوروں کو چَراتے ہیں اور جو بھی آمد ہو اُس سے بڑھ چڑھ کر قربانی کرتے ہیں۔ جب ان کا وعدہ پورا نہیں ہوسکا تو قریب ہی دریا ہے، دریا سے ریت لے جائی جاتی ہے۔ انہوں نے یہ کیا کہ رات کو مزدوری کر کے ریت کے دو ٹرک بھرے اور اس سے جو آمد ہوئی وہ وقفِ جدید میں، چندہ میں دے دی۔

سوال ساری دُنیا کے احمدیوں کی ایک ہی سوچ ہے، وہ کیا سوچ ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا کہ افریقہ کی سوچ ہو یا امریکہ کی یا جزائر کی یا ایشیا کی، ایک سوچ ہے۔ اور یہ وہ انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا کیا ہے۔ ایک بچہ چودہ سال کی عمر کا ہے اس نے تحریکِ جدید کا چندہ ادا کیا۔ اس کا ذکر مَیں نے یہاں کردیا، اس پر لوگوں نے اس کو بڑی مبارک بادیں دیں اور کینیڈا سے کسی نے دو سو ڈالر انعام میں بھیجا۔ اس نے تیس ڈالر سوشل سیکورٹی کارڈ بنوانے کیلئے رکھے اور ایک سو ستر ڈالر پھر چندہ میں دے دیا۔ اس کو کہا بھی کہ یہ تم اپنے خرچ کیلئے رکھو۔ لیکن اس نے بڑے اصرار سے وہ سب رقم چندہ میں دی۔ اس بچے کا نام دانیال ہے۔

سوال جمیکا کے یٰسین صاحب کے اخلاص کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا جمیکا کے یٰسین صاحب ہیں۔ عرصے سے بے روزگار تھے۔ گلیوں میں چھوٹی موٹی چیزیں ٹافیاں چاکلیٹ وغیرہ بیچ کے گزارہ کرتے تھے لیکن اس حالت میں بھی ان کو فکر لگی ہوتی تھی کہ مَیں نے مالی قربانی کرنی ہے۔ وقفِ جدید کے چندے کا مَیں نے وعدہ کیا ہے اور سال ختم ہورہا ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ آخر ایک دن وہ شام کو دسمبر کے بالکل آخر میں مشنری کے پاس آئے اور کہا کہ آج چار سو جمیکن ڈالر مجھے آمدنی ہوئی ہے۔ اس میں سے سو ڈالر آپ کو وقفِ جدید کا چندہ دے رہا ہوں۔

سوال گنی کناکری کے موسیٰ صاحب کے اخلاص و وفا کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا گنی کناکری کے ایک غریب مگر نہایت مخلص احمدی موسیٰ صاحب نے اپنی جیب میں موجود رقم تقریباً دو لاکھ اٹھارہ ہزار پانچ سو فرانک گنی نکال کر وقفِ جدید میں ادا کردی۔ گنی کناکری کے مبلغ انچارج کہتے ہیں کہ وقفِ جدید کے مالی سال کے آخری عشرے میں وقفِ جدید کی اہمیت اور اسکی برکات پر خطبہ دیا اور مَیں نے جو مختلف خطبات دیے ہوئے تھے ان کے اقتباسات بھی پیش کیے، جماعت کو مالی قربانی کی تلقین کی، توجہ دلائی۔ کہتے ہیں خطبہ کے اختتام پر ایک غریب مگر نہایت مخلص احمدی موسیٰ صاحب نے اپنی جیب میں موجود رقم تقریباً دو لاکھ اٹھارہ ہزار پانچ سو فرانک گنی نکال کر وقفِ جدید میں ادا کردی۔ جب مبلغ انچارج نے ان سے پوچھا کہ بڑی رقم آپ نے دی ہے، گزشتہ سال بھی بڑی رقم دی تھی اس کی کیا وجہ ہے؟ تو کہنے لگے کہ میرے دل میں خلیفۃ المسیح کی یہ بات میخ کی طرح گڑ گئی ہے کہ ایک دل میں دو محبتیں نہیں رہ سکتیں۔ یا تو بندہ خدا سے محبت کرے یا پھر مال سے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے جب موقع ملتا ہے میں کوشش کرتا ہوں کہ اپنے عمل سے بھی اس کا اظہار ہوجائے۔

......☆......☆......☆......

ہر وہ شخص جس کو اللہ اور یوم آخرت پر یقین ہے، اُس کو اُن راستوں پر چلنا ہوگا جن پر آنحضرت ﷺ نے ہمیں چل کر دکھایا ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 17/دسمبر 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا؟ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۲﴾ ترجمہ:: یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے۔ ہر اس شخص کیلئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق پوچھنے والے کو حضرت عائشہ نے کیا جواب دیا؟

جواب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ تم جو آنحضرت ﷺ کے اخلاق عالیہ کے بارے مجھ سے پوچھ رہے ہو، کیا قرآن کریم میں نہیں پڑھا؟ اس میں خدا کی گواہی ہے وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کہ اَے رسول! تُو یقیناً اخلاق کے اعلیٰ ترین مقام پر ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہمیں کیا درس دیتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نبی ہر معاملے میں اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جس کو اللہ کی ذات پر یقین ہے، اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ آخرت کا ایک دن مقرر ہے جہاں اس کا حساب کتاب ہوگا اور اس کی تیاری کیلئے وہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، اس کی عبادت کرتا ہے تو اس کو پھر ان راستوں پر چلنا ہو گا جن پر آنحضرت ﷺ نے ہمیں چل کر دکھایا ہے۔

سوال حضور انور نے اس خطبہ میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کا کون سا پہلو بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس خطبہ میں آنحضرت ﷺ کے صرف ایک خُلق کے بارے میں مَیں اس وقت بیان کروں گا کہ کمزوروں اور بے سہاروں سے آپؐ کا کیسا سلوک ہوا کرتا تھا۔

سوال آنحضرت ﷺ کی عاجزی کیسی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفٰی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ میں تکبّر نام کو بھی نہ تھا۔ نہ آپؐ ناک چڑھاتے تھے نہ اس بات سے برا مناتے اور بچتے کہ آپ بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ چلیں اور ان کے کام آئیں اور ان کی مدد کریں۔

سوال آنحضرت ﷺ نے مسکین بننے اور مسکینوں کے ساتھ اُٹھائے جانے کی دُعا کیوں کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے یہ دعا کی کہ: اَے اللہ! مجھے حالت مسکینی میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں موت دے اور مجھے قیامت کے روز زُمرۂ مساکین میں اٹھا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ کیوں یا رسول اللہ! اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مساکین اغنیاء سے چالیس

سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے مسکین کا کیا مقام و مرتبہ بیان فرمایا؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اَے عائشہ! کسی مسکین کو نہ دھتکارنا خواہ تجھے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ دینا پڑے۔ اَے عائشہ! مساکین کو اپنا محبوب رکھنا اور انہیں اپنے قرب سے نوازنا۔ خدا تعالیٰ قیامت کے دن تجھے اپنے قرب سے نوازے گا۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدمتگاروں سے کیسا سلوک فرماتے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ مَیں بچہ تھا اور دس سال تک مجھے حضورؐ کی خدمت کا موقعہ ملا اور مَیں اس طرح کام نہیں کیا کرتا تھا جس طرح حضورؐ کی خواہش ہوتی تھی، لیکن آپؐ نے کبھی مجھے آج تک کام کے بارے میں کچھ نہیں کہا، اُف تک نہیں کہی۔ یا یہ کبھی نہیں کہا کہ تم نے یہ کیوں کیا ہے یا تم نے یہ کیوں نہیں کیا یا اس طرح کیوں نہیں کیا۔ کبھی آپؐ نے کچھ نہیں کہا۔

سوال: خدمتگاروں کو مارنا کس حد تک اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوسکتا ہے؟

جواب: حضرت ابو مسعودؓ انصاری کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا۔ مَیں نے اپنے پیچھے سے آنے والی ایک آواز سنی جو یہ تھی کہ ابن مسعود جان لو کہ اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی تم اس غلام پر رکھتے ہو۔ مَیں نے مڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہ فرمانے والے رسول اللہ ﷺ تھے۔ چنانچہ میں نے کہا یا رسول اللہ! مَیں اسے اللہ کی خاطر آزاد کرتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اسے آزاد نہ کرتے تو تمہیں دوزخ کا عذاب پہنچتا۔

سوال: بچوں سے محبت اور شفقت کے متعلق حضور انور نے کون سی روایت بیان فرمائی؟

جواب: جابرؓ بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر آپؐ اپنے گھر والوں کی طرف چل پڑے۔ میں بھی آپؐ کے ہمراہ ہولیا۔ پس آپؐ کا استقبال بچوں نے کیا۔ چنانچہ آپ ان بچوں میں سے ہر ایک کے کلّوں پر باری باری پیار کرنے لگے۔ جابرؓ بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے میرے کلوں پر بھی شفقت سے ہاتھ پھیرا۔ میں نے آپؐ کے ہاتھوں کی ٹھنڈک اور خوشبو اس طرح محسوس کی جس طرح آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو عطار کے عطردان سے نکالا ہو۔

سوال: بچوں سے محبت اور شفقت کے متعلق حضور انور نے حضرت اسامہؓ کی کون سی روایت بیان فرمائی؟

جواب: حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنے ایک زانو پر بٹھا لیتے اور دوسرے پر حسنؓ کو پھر ہم دونوں کو اپنے سینے سے چمٹا لیتے اور فرماتے: اَللّٰھُمَّ ارْحَمْھُمَا فَاِنِّیْ اَرْحَمُھُمَا اے اللہ ان دونوں پر رحم فرمانا، میں ان دونوں سے شفقت رکھتا ہوں۔

سوال: ایک بدوی کی ناسمجھی پر آنحضرت ﷺ نے اس سے کیسا سلوک کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک دفعہ ایک بدوی مسجد کے ایک پہلو میں آیا اور مسجد کے سائیڈ پر ہو کے اس نے پیشاب کر دیا۔ اس پر لوگوں نے اس پر چلّانا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا اسے چھوڑ دو۔ پھر جب وہ فارغ ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ ڈول کچھ بالٹیاں پانی کی منگوائیں اور اس جگہ پانی بہایا گیا۔ تا کہ جگہ صاف ہوجائے۔

سوال: بنی نوع انسان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی آنحضرت ﷺ نے کن الفاظ میں ترغیب دلائی؟

جواب: ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمام مخلوقات اللہ کی عیال ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کی عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔

سوال: غرباء کے حقوق کی ادائیگی اور اُن کی حق تلفی سے بچنے کے متعلق حضور انور نے کون سی حدیث بیان فرمائی؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تین شخص ایسے ہیں جن سے مَیں قیامت کے دن سخت باز پرس کروں گا۔ ایک وہ جس نے میرے نام پر کسی کو امان دی اور اُس سے غداری کی۔ دوسرا وہ جس نے ایک آزاد کو فروخت کر کے اسکی قیمت کھالی یعنی کسی کو پکڑ کر غلام بنایا اور فروخت کیا اور تیسرا شخص وہ جس نے کسی کو مزدوری پر رکھا اور اس سے پورا پورا کام لیا اور پھر اسے پوری مزدوری نہ دی۔

سوال: لوگوں سے رحم کا سلوک کرنے اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کے متعلق حضور انور نے کون سی حدیث بیان فرمائی؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔ تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ رحم کا لفظ رحمٰن سے ہے جو صلہ رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ساتھ ملالے گا اور جو قطع رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلقی کر لے گا۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے چھوٹوں کو بڑوں اور بڑوں کو چھوٹوں کی عزت کرنے کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس شخص کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں جو چھوٹے پر رحم نہیں کرتا اور بڑے کا شرف نہیں پہچانتا۔ یعنی بڑے کی عزت نہیں کرتا۔

سوال: جنت اور دوزخ میں جانے والے لوگ کیسے ہوتے ہیں؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ جنت میں بسنے والوں کے متعلق میں تمہیں کچھ بتاؤں؟ فرمایا: ہر وہ کمزور جسکو لوگ کمزور سمجھتے ہیں مگر جب وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اسکے نام کی قسم کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی قسم کو پورا کر دیتا ہے اور جیسا وہ چاہتا ہے ویسا ہی کر دیتا ہے۔ پھر فرمایا کہ کیا مَیں تمہیں دوزخ میں رہنے والوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہر سرکش، خود پسند، شعلہ مزاج، متکبر دوزخ کا ایندھن بنے گا۔ ......☆......☆......

Our Moto Your Satisfaction

MUBARAK TAILORS

کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیص اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں

Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.37) Qadian

Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا۔ شریروں کو سزا دینے کیلئے خدا کے جو باریک اور مخفی کام ہیں ان کا نام مکر ہے۔ لغت دیکھو پھر اعتراض کرو۔" (استفتاء رُوحانی خزائن جلد 12، صفحہ 116)

ربّ، رحمٰن، رحیم، مالک یوم الدین چار صفتیں خدا تعالیٰ کی پوری صورت دکھلاتی ہیں پس عرش کے یہی معنے ہیں کہ دُنیا کو پیدا کرنیکے بعد اُس نے اپنی تمام صفات کی پورے طور پر تجلّی کی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اب واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس سورۃ میں ان چار صفتوں کو اپنی الوہیت کا مظہر اتم قرار دیا ہے اور اسی لئے صرف اس قدر ذکر پر یہ نتیجہ مترتب کیا ہے کہ ایسا خدا کہ یہ چار صفتیں اپنے اندر رکھتا ہے وہی لائق پرستش ہے اور درحقیقت یہ صفتیں بہر وجہ کامل ہیں اور ایک دائرہ کے طور پر الوہیت کے تمام لوازم اور شرائط پر محیط ہیں کیونکہ ان صفتوں میں خدا کی ابتدائی صفات کا بھی ذکر ہے اور درمیانی زمانہ کی رحمانیت اور رحیمیت کا بھی ذکر ہے اور پھر آخری زمانہ کی صفت مجازات کا بھی ذکر ہے اور اصولی طور پر کوئی فعل اللہ تعالیٰ کا ان چار صفتوں سے باہر نہیں۔ پس یہ چار صفتیں خدا تعالیٰ کی پوری صورت دکھلاتی ہیں سو درحقیقت استوا علی العرش کے یہی معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی یہ صفات جب دنیا کو پیدا کر کے ظہور میں آگئیں تو خدا تعالیٰ ان معنوں سے اپنے عرش پر پوری وضع استقامت سے بیٹھ گیا کہ کوئی صفت صفات لازمہ الوہیت سے باہر نہیں رہی اور تمام صفات کی پورے طور پر تجلّی ہوگئی جیسا کہ جب اپنے تخت پر بادشاہ بیٹھتا ہے تو تخت نشینی کے وقت اس کی ساری شوکت ظاہر ہوتی ہے۔

(نسیم دعوت رُوحانی خزائن جلد 19 صفحہ 455، حاشیہ)

سب سے برتر اور تمام مخلوقات سے وراءُ الوراء مقام کو شریعت کی اصطلاح میں عرش کہتے ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

چونکہ زمین پر گناہ اور معصیت اور ناپاک کام بھی ظاہر ہوتے ہیں اور خدا کو صرف زمین تک محدود رکھنے والے آخرکار بُت پرست اور مخلوق پرست ہو جاتے ہیں جیسا کہ تمام ہندو ہو گئے، اِس لئے قرآن شریف میں ایک طرف تو یہ بیان کیا کہ خدا کا اپنی مخلوق سے شدید تعلق ہے اور وہ ہر ایک جان کی جان ہے اور ہر ایک ہستی اُسی کے سہارے سے ہے۔ پھر دوسری طرف اِس غلطی سے محفوظ رکھنے کے لئے کہ تا اس کے تعلق سے جو انسان کے ساتھ ہے کوئی شخص انسان کو اُس کا عین ہی نہ سمجھ بیٹھے جیسا کہ ویدانت والے سمجھتے ہیں یہ بھی فرما دیا کہ وہ سب سے برتر اور تمام مخلوقات سے وراء الوراء مقام پر ہے جس کو شریعت کی اصطلاح میں عرش کہتے ہیں اور عرش کوئی مخلوق چیز نہیں ہے صرف وراء الوراء مرتبہ کا نام ہے نہ یہ کہ کوئی ایسا تخت ہے جس پر خدا تعالیٰ کو انسان کی طرح بیٹھا ہوا تصور کیا جائے بلکہ جو مخلوق سے بہت دور اور تنزہ اور تقدس کا مقام ہے اس کو عرش کہتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ سب کے ساتھ خالقیت اور مخلوقیت کا تعلق قائم کر کے پھر عرش پر قائم ہو گیا یعنی تمام تعلقات کے بعد الگ کا الگ رہا اور مخلوق کے ساتھ مخلوط نہیں ہوا۔

خدا تعالیٰ کی تنزیہی صفت کو عرش کے نام سے پکارا جاتا ہے

غرض خدا کا انسان کے ساتھ ہونا اور ہر ایک چیز پر محیط ہونا یہ خدا کی تشبیہی صفت ہے اور خدا نے قرآن شریف میں اس لئے اس صفت کا ذکر کیا ہے کہ تا وہ انسان پر اپنا قرب ثابت کرے اور خدا کا تمام مخلوقات سے وراء الوراء ہونا اور سب سے برتر اور اعلیٰ اور دُور تر ہونا اور اس تنزّہ اور تقدّس کے مقام پر ہونا جو مخلوقیت سے دُور ہے جو عرش کے نام سے پکارا جاتا ہے اُس صفت کا نام تنزیہی صفت ہے اور خدا نے قرآن شریف میں اس لئے اس صفت کا ذکر کیا تا وہ اس سے اپنی توحید اور اپنا وحدہ لاشریک ہونا اور مخلوق کی صفات سے اپنی ذات کا منزہ ہونا ثابت کرے۔ دوسری قوموں نے خدا تعالیٰ کی ذات کی نسبت یا تو تنزیہی صفت اختیار کی ہے یعنی نرگن کے نام سے پکارا ہے اور یا اس کو سرگن مان کر ایسی تشبیہ قرار دی ہے کہ گویا وہ عین مخلوقات ہے اور ان دونوں صفات کو جمع نہیں کیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان دونوں صفات کے آئینہ میں اپنا چہرہ دکھلایا ہے اور یہی کمال توحید ہے۔ (چشمہ معرفت رُوحانی خزائن جلد 23 صفحہ 98)

عرش کو 8 فرشتے اُٹھانے کا مطلب

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اس کی چار صفتیں جن کو چار فرشتوں کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جو دُنیا میں ظاہر ہو چکی ہیں اُس کے پوشیدہ وجود کو ظاہر کرتی ہیں (1) اوّل ربوبیّت۔ (2) دوم خدا کی رحمانیت یہ صفت بھی اُس کے پوشیدہ وجود کو ظاہر کرتی ہے (3) تیسری خدا کی رحیمیت ہے (4) چوتھی صفت مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے یہ بھی اُس کے پوشیدہ وجود کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ نیکوں کو جزا اور بدوں کو سزا دیتا ہے۔ یہ چاروں صفتیں ہیں جو اُس کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ یعنی اُس کے پوشیدہ وجود کا ان صفات کے ذریعہ سے اس دنیا میں پتہ لگتا ہے اور یہ معرفت، عالمِ آخرت میں دو چند ہو جائے گی گویا بجائے چار 4 کے آٹھ 8 فرشتے ہو جائیں گے۔ (ایضاً صفحہ 278)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور) ......☆......☆......☆......

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 2 - June - 2022 Issue. 22

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کے جو وعدے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے ہیں وہ ضرور پورے ہونگے،

اسلام کے غلبہ کے دن جماعت انشاءاللہ دیکھے گی، جولوگ خلافت سے جڑے رہیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں گے

27 مئی کے حوالہ سے خلافت کی اہمیت و برکات پر حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 27 مئی 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج 27 مئی ہے۔ یہ دن جماعت احمدیہ میں یوم خلافت کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ہم ہر سال یوم خلافت کے جلسے کرتے ہیں لیکن کیوں؟ اس سوال کا جواب ہمیں ہر وقت سامنے رکھنا چاہئے اور اپنے بچوں کو بھی اس پر غور کرنے اور سوچنے کیلئے کہنا چاہئے۔ اس دن کا آغاز 27 مئی 1908ء کو ہوا تھا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق ہم پر فضل فرماتے ہوئے جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام جاری فرمایا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم میں خلافت علی منہاج نبوت آخری زمانے میں قائم ہوگی یہ فرما کر آپ کا خاموش ہوجانا اس بات کا اظہار ہے کہ یہ خلافت کا نظام ایک لمبا عرصہ چلنے والا نظام ہے۔ یہ جو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اس خاموشی کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعودؑ کے بعد قائم ہونے والا یہ نظام جلد ختم ہو جائے گا، یہ سب لوگ غلطی خوردہ ہیں۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کی وضاحت فرمادی ہے کہ یہ نظام جاری رہنے والا نظام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔

پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ لوگ جو خلافت احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ جڑے رہیں اور اپنی نسلوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں اور بدقسمت ہیں وہ جو خلافت احمدیہ کو کسی دَور تک محدود کرنا چاہتے ہیں یا یہ سوچ رکھتے ہیں، ایسے لوگ ہمیشہ کی طرح ناکامی اور نامرادی دیکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور ترقی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو وعدے کئے ہیں وہ وعدے ضرور پورے ہوں گے۔ اسلام کے غلبہ کے دن جماعت انشاءاللہ دیکھے گی۔ جو لوگ خلافت سے جڑے رہیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں گے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے جن وعدوں کا ذکر فرمایا ہے انہوں نے اپنے کمال تک پہنچنا ہے اور یہ آپ کے بعد جاری نظام خلافت کے ذریعہ سے ہی پہنچنا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ترقی دے رہا ہے۔ خود لوگوں کی رہنمائی فرماتا ہے۔ خلافت کے ساتھ ان کو جوڑتا ہے اور یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ افراد جماعت اور خلیفہ وقت کو ایک مضبوط بندھن میں باندھنا جس کی مثال ممکن نہ ہو یہ انسان کے بس کی بات نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی بیعت جس طرح لوگوں نے کی وہ اللہ تعالیٰ کی خالص تائید و نصرت نہیں تھی تو اور کیا تھا۔ سوائے چند منافق طبع لوگوں کے جو ہر جماعت میں ہوتے ہیں خلافت کے فدائی اور شیدائی بڑھتے چلے گئے۔ پھر خلافت ثانیہ کے انتخاب کے وقت انہی مخالفوں نے شور مچایا، باوجود ان لوگوں کے ورغلانے، شور مچانے اور فتنہ وفساد پیدا کرنے کے دنیا نے دیکھا کہ کس طرح تیزی سے جماعت ترقی کرتی چلی گئی۔ دنیا میں مشن ہاؤس کھلے مساجد بنیں لٹریچر کی اشاعت ہوئی۔ وہ کام جن کے کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے تھے آگے بڑھتے رہے۔ پھر خلافت ثالثہ میں اللہ تعالیٰ نے باوجود حکومت وقت کے بہت سخت حملے کے جماعت کو ترقیات سے نوازا۔ کشکول جماعت کے ہاتھ میں پکڑانے کا ارادہ رکھنے والے خود بری حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ پھر خلافت رابعہ میں ترقیات کا ایک اور باب کھلا۔ جماعت نے اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور نصرت کے نئے نظارے دیکھے۔ اشاعت اسلام کے نئے نئے رستے کھلے۔ خلیفہ وقت کے ہاتھ کاٹنے کا سوچنے والوں کے اپنے ہاتھ کٹ گئے اور فضا میں ان کے جسم بکھر گئے لیکن جماعت کی ترقی کے قدم نہیں رکے۔ تبلیغ کے میدان میں وسعت پیدا ہوئی۔ ایم.ٹی.اے کا آغاز ہوا جس سے ہر گھر میں جماعت کا پیغام پہنچنا شروع ہوا۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا پورا ہونا نہیں تو اور کیا تھا۔ پھر خلافت خامسہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیدات و نصرت کے نظارے دکھائے۔ ایک کے بجائے ایم.ٹی.اے کے سات آٹھ چینل مختلف زبانوں میں جاری ہوئے۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں مختلف پروگراموں کے ترجمے ہونے شروع ہوگئے۔ دنیا کے ہر کونے تک جہاں پہلے ایم.ٹی.اے نہیں جا رہا تھا وہاں بھی ایم.ٹی.اے پہنچ گیا اور وہاں کی اپنی زبان میں ان لوگوں ان ملکوں اور ان علاقوں کے رہنے والوں کو احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچنے لگ گیا جس سے لاکھوں سعید روحوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایم.ٹی.اے اور ریڈیو پروگراموں کے علاوہ خود بھی لوگوں کی رہنمائی فرمائی اور لوگوں کو خوابوں کے ذریعہ اور مختلف لٹریچر کے ذریعہ احمدیت کے پیغام کو قبول کرنے کی توفیق دی۔

ہم جب احمدیت کی تاریخ دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ کس طرح بعض لوگوں کی خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی طرف اللہ تعالیٰ آپ کے زمانے میں بھی رہنمائی فرماتا تھا۔ پھر یہی سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانے میں بھی جاری رہا اللہ تعالیٰ خود رہنمائی فرماتا رہا۔ پھر خلافت ثانیہ میں بھی بہت سے ایسے واقعات ہیں۔ پرانے خاندانوں میں یہ روایات چل رہی ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے بڑوں کو حق قبول کرنے کی توفیق دی۔ پھر خلافت ثالثہ میں بھی یہ سلسلہ نظر آتا ہے۔ خلافت رابعہ میں بھی سعید روحوں کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت قبول کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدوں کا نتیجہ تھا۔ اس طرح ہر خلافت کے دور میں جماعت بڑھتی رہی۔ خلافت خامسہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے یہی سلوک ہیں اللہ تعالیٰ تبلیغ کے نئے نئے راستے بھی کھولتا جا رہا ہے اور لوگوں کے دلوں کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو جو اسلام کا حقیقی پیغام ہے اس کو سننے اور قبول کرنے کی طرف مائل کرتا چلا جا رہا ہے۔ قبول احمدیت کے ایسے ایسے واقعات ہوتے ہیں جو خالص تائید الٰہی کا پتہ دے رہے ہوتے ہیں ورنہ صرف انسانی کوششوں سے کبھی اس طرح لوگ قبول نہ کریں۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا بھر سے خوابوں کے ذریعہ قبول احمدیت کے نہایت ایمان افروز واقعات سنائے۔ پھر فرمایا: پس یہ ہے وہ اخلاص و وفا کا تعلق جو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں پیدا کر رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک اللہ تعالیٰ یہ وفا و اخلاص میں بڑھنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو عطا فرماتا رہے گا خلافت احمدیہ کو عطا فرماتا رہے گا۔ دنیا دار اس کو نہیں سمجھ سکتے۔

حضور انور نے فرمایا: جرمنی میں ایک عرب نے بیعت کی تو اس کے واقف کار نے اسے کہا کہ تم کیا قادیانی ہو گئے ہو؟ اس نومبائع نے جواب دیا کہ تم لوگ یہاں سو عرب ہو۔ تم لوگ کسی بات پر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ جماعت احمدیہ میں ایک امام ہے اور اس کے کہنے پر جماعت اٹھتی ہے اور بیٹھتی ہے اور اسی لئے اس کے کاموں میں برکت ہے، تو اب تمہی بتاؤ کہ تمہارے میں کیا خوبی ہے جو میں تمہارے ساتھ مل جاؤں اور ان کو چھوڑ دوں۔

فرمایا: پس جب تک خلافت سے ہر احمدی چمٹا رہے گا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتا رہے گا۔ اس کیلئے ہمیں اپنے عملوں کو بھی خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہوگا تبھی یہ نعمت فائدہ دے گی یہی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو لوگ ایمان لانے کے ساتھ اپنے عمل اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق رکھیں گے وہ خلافت کی برکات سے فیض پاتے رہیں گے۔ یعنی ہم اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان لاتے ہوئے اس کی عبادت کا حق بجالانے والے بھی ہوں اور ہمارا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش کرنے والا ہو تبھی ہم یہ فیض پائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی کا خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق ہونا چاہئے اور وہی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے جو اس معیار کو حاصل کرنے والے ہوں گے اور جب یہ ہوگا تبھی ہم آج یوم خلافت منانے کے حق کو ادا کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ وہ خلافت سے بیعت کے حق کو بھی ادا کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بھی حاصل کرنے والے ہوں۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad